ترانۂ شوق

اُردو کی رنگین مثنوی

جسمین ماہِ عالم اور یاسمن کا دلچسپ قصّہ ہے

از تصنیفاتِ صاحبِ تصانیف کثیرہ

منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی

حضرتِ مصنف کی جدید ترمیم اور تصحیح کے بعد

مولوی نور الحسن صاحب نیّر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے

سنہ ۱۹۲۱ء مین

بمقام قیصر باغ۔ لکھنؤ نیر پریس مین چھپوایا

طبع سوم ۱۰۰۰ جلد   رجسٹری شدہ   قیمت فی جلد عہ

۸ ۹۱ ۲ ۴ ۳ ۱۵

علمی خزانہ

ش — ت

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مرزا غالب مرحوم		سخندان فارس	۸/	مبادی الحکمۃ	۱۲/
اردوئے معلے	۳/	نیرنگ خیال	۱۰/	موعظہ حسنہ	۱۲/
عود ہندی	۱۲/	نظم آزاد	۲/	رویائے صادقہ	۳/
شرح دیوان غالب		قند فارسی	۱۰/	ابن الوقت	۱۲/
از نظم طباطبائی		قصص ہند	۸/	ایامی	
		نصیحت کا کرن پھول	۸/	فسانۂ مبتلا	
سرسید احمد خان مرحوم		مکتوبات آزاد	۱۰/	مجموعہ لکچر (۲ جلد)	
آثار الصنادید				نصاب خسرو	۲/
خطبات احمدیہ		**مولانا نذیر احمد مرحوم**		رسم خط	۲/
مکمل مجموعہ لکچر		ترجمہ حمائل شریف		**مولانا شبلی مرحوم**	
مقالات سرسید		ادعیۃ القرآن	۶/		
آخری مضامین سید		دہ سورہ	۸/	شعر العجم جلد اول	
		الحقوق والفرائض		دوم	
مولانا حالی مرحوم		ہر سہ جلد		سوم	
حیات جاوید طبع اول	۱۲/	اجتہاد		چہارم	
یادگار غالب		مراۃ العروس	۱۲/	پنجم	
حیات سعدی		توبۃ النصوح	۱۲/	سیرۃ النبی جلد دوم	
مسدس حالی		بنات النعش	۹	الفاروق	
مولانا آزاد مرحوم		مجموعہ نظم بے نظیر		الغزالی	
		چند پند	۲	المامون	
آب حیات		منتخب الحکایات	۶	سیرۃ النعمان	۸/

ادیب بک ایجنسی بازار ملتانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی حمد ہے زبان پر
ہے آج دماغ آسمان پر

وصف اُسکے لکھیں جو لکھنے والے
تو بین سے دو ورق ہون کالے

دی مُنھ کو زبان زبان کو تقریر
پتلی کو نظر نظر کو تسخیر

گردون کو قمر قمر کو ہالہ
پہلو کو جگر جگر کو نالہ

کھانے کو دہن دہن کو کھانا
دانے کو شجر شجر کو دانا

پانی کو بھنور بھنور کو چکر
دریا کو صدف صدف کو گوہر

شب کو کیا روز روز کو شب
لب کو دیے حرف حرف کو لب

آندھی کو دوان کیا دوان ہے
پانی کو روان کیا روان ہے

پھول اُسنے کھلائے کھلتے ہین جو روز
دو وقت ملا دیے ملتے ہین روز

ہے اُسکا مقام بسکہ بالا
بیدم ہوتا ہے جانے والا

خامہ یہ تھکا کہ رُک گیا ہے
سر لوح پہ رکھ کے جھک گیا ہے

نعت جناب سید المرسلین

ہے وصف جناب احمد پاک
لولاک لما خلقت الافلاک
کونین کا حصر دم پہ اُن کے
معراج کا سر قدم پہ اُن کے
سائے مین تھی شان کبریائی
شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی
تھی انکے مداد کلک تقدیر
کی خلق مین قسمتون کی تحریر
منظور نظر جو چار تھے یار
کاشانۂ دین کے تھے ستون چار
بحر رفعت کے چار تھے دُر
جسم ایمان کے چار عنصر
افلاک رضا کے چار اختر
دیوان قضا کے چار دفتر
لازم ہے ثنائے اہلبیت اب
تھے دین کے شجر کے پھول یہ سب
گویا حد مصطفے شجر تھا
اوس مین کوئی گل کوئی ثمر تھا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

کھلے بات اے خدا سخن کی
دے خامہ کو نوک بانکپن کی
ہر مصرع مژہ کسی حسین سے
اور نوک نگاہ دلنشین سے
ہو باغ جہان مین یہ فسانہ
ہر مرغ نظر کا آشیانہ
ہر بیت ہو سواد شام کاکل
سطرون سے بچھا ہو دام کاکل
ہون دائرے گیسوؤن کے گھونگھر
یا دیدۂ نیم باز دلبر
ہر لام ہے شان الف کی قد سے
محراب حرم خجل ہو مد سے
ہر کاف وہ بانکپن دکھائے
ترچھی نظر اُس سے جھیپ جائے

ہر صفحہ کتاب کا فلک ہو — نقطون مین ستارون کی چمک ہو
صفحے پہ ہو اون کی ضو فشانی — فرد ی بوٹی کی کامدانی
مضمون لطیف ہو سخن مین — معشوق نفیس پیرہن مین
معنی یون لفظ مین ہون مستور — جیسے پتلی مین آنکھ کا نور
رنگین سخنی سے ہو شفق گرد — وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد
گل پر گلشن مین اوس پڑ جائے — لالے کی کلی کا منھ بگڑ جائے
رخ رنگ شباب سے ہو خالی — غیرت سے کٹے سب اونکی لالی
ہو میرے سخن کو پڑھکے یہ حال — پڑھنے والے کے ہونٹھ ہون لال
شہرت مری یون ہو اہل فن مین — یاقوت کی کان ہے دہن مین
چُپ چپ کہ ہزارون اہل فن مین — وہ ساقی بادہ سخن مین
اعجاز لبون کی جنبشون مین — جادو قلمون کی گردشون مین
اتنون مین فروغ کوئی کیا پائے — آندھی مین چراغ بجھ کے رہجائے
کیا نہر مین آبروئے شبنم — کیا بحر مین اک حباب کا دم
جگنو اڑکر چمک دکھا کر — تارا نہ بنے فلک پہ جاکر
گردون گردون ہی چاک ہی چاک — اکسیر اکسیر خاک ہے خاک
لیکن کہین جام فن ہے خالی — کیا میکدۂ سخن ہے خالی
حاصل میکش کو کچھ نہ کچھ ہے — تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے
یارب مجھے قوت بیان دے — منھ مین شمشیر کی زبان دے
بازوئے قلم مین زور فن ہو — قبضے مین قلمرو سخن ہو

دیکھے جو بیان کی روانی
سُوکھے بحر روان کا پانی

گھرا یہ ہو رنگ شاعری کا
رنگ لبِ سُرخ ٹھہرے پھیکا

ہو رشک یہ چستی سخن پر
ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر

بندش پہ مرے ہوئے بند شیدا
چوٹی مین ہو پیچ و تاب پیدا

اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق
سُرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدایش کا بیان

ساقی دیکھ آج شانِ گلشن
جوبن پہ ہین گلرخانِ گلشن

کہتے ہین چمن کے پھول بُوٹے
ہے رنگ کہ تو یہ آج ٹوٹے

اک شاہ تھا کشورِ عجم مین
مشہور تھا جاہ مین حشم مین

سلطان کے لقب سے نامزد تھا
انسان کے لباس مین اسد تھا

وہ یوسفِ کاروانِ اقبال
تھا اوج مین آسمانِ اقبال

رفعت کی بنا کا خود تھا بانی
عکس اُسکا تھا صرف اُسکا ثانی

کاکل بل مین بہت کم اوس سے
تلوار کا ناک مین دم اوس سے

ہمت کا بڑھاؤ حد سے بڑھکر
دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر

سورج ہو فروغِ بخت سے زرد
دریا ہو کرم کے جوش سے سرد

لھ مین لیکن پسر نہین تھا
خالی تھی صدف گہر نہین تھا

گلزارِ جہان مین مثلِ شمشاد
پھلتا نہ تھا پھول پھل وہ ناشاد

گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا
بےنورِ نظر تھا دیدہ اوسکا

قسمت تھی سیاہ شب کی صورت — تھی اسکو چراغ کی ضرورت
دل غم سے۔ لب آشنا دعا سے — ہر دم تھی یہ التجا خدا سے
میرا ظرفِ مراد بھر دے — آغوش کے ہالے کو قمر دے
یہ گھر کہین بے مکین نہ رہ جائے — خاتم کہین بے نگین نہ رہ جائے
امید نے یہ کیا اشارہ — چمکے لگا نصیب کا ستارہ
دانے کو زمین نے دبایا — قطرے نے صدف کو گھر بنایا
دانے سے ہوئی شجر کی امید — قطرے سے پڑی گہر کی امید
گن گن کے کٹے جو نو مہینے — مژدہ دیا شاہ کو کسی نے
ٹپکا ثمرِ نہالِ امید — نکلا برجِ حمل سے خورشید
مہتاب کو داغ دے وہ صورت — سورج کو چراغ دے وہ صورت
بجلی کو یہ چوٹ ہو چمک سے — الٹی سیدھی گرے فلک سے
پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر مین — آیا گویا خزانہ گھر مین
بوٹے سے نہال ہو گیا شاہ — تارے نے ہلال کو کیا ماہ
وہ نور تھا یون اس انجمن مین — ہو روحِ لطیف جیسے تن مین
حسرت رہی دیدۂ حسد کو — پردہ ہوا حسن چشم بد کو
لعل و زر و سیم سب منگایا — بانٹا بخشا دیا لٹایا
جلسون مین ہنسی تھی قہقہے تھے — غنچون مین ہزارون چہچہے تھے
تھا وہ نورِ نگاہِ عالم — رکھا گیا نام ماہِ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پہ عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے
بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بیچین
بڑھ کر ہوا بدر جب مہ نو — پھیلی ہر سمت شان کی ضو
ٹھہرا ہنرون سے وہ یگانہ — مجموعۂ خوبی زمانہ
حصے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے
دانش مین خیال نکتہ رسایان — بینش مین نگاہ بے حجابان
اندیشے مین وسعت شب ہجر — افکار مین گرمی تپ ہجر
انگشتری مین لعل احمر — شیرین دہنی مین حوض کوثر
گفتار مین شیشۂ مئے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب
نور اوسکا فروغ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغ محفل نور
ابرو کی جبین کا ایک پرتو — شان اسکے چراغ بخت کی لو
رفعت کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اک نگینہ
طاقت چٹکی مین صورت تیر — نصرت قبضے مین شکل شمشیر
عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹ جلے — عمر خضر و مسیح کٹ جلے
اکدن کہ تھا جوش موسم گل — دلکش تھی بہار زلف سنبل
حالت یہ گلون کے رنگ کی تھی — سائے سے زمین تھی گلابی
آنا تھا ہوا کو اسقدر پیار — منہ غنچون کے چومتی تھی ہر بار
نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اوڑا رہی تھی موجین

وہ گل کہ تھا آبروئے گلشن
گلشن میں تھا مثل جوئے گلشن

اختر کہ وزیر کا پسر تھا
مانند سُہا پسِ قمر تھا

قسمت نے دکھائی سیر میں سیر
دل نے کہا مانگو اب مری خیر

سُنیئے یہ حُسنِ اتفاق اب
بڑھتا ہے شباب کا مذاق اب

تاجر کوئی مال لے کے آیا
اُسنے اک تازہ گُل کھلایا

یہ چیز دکھائی وہ دکھائی
بیچی جو شے پسند آئی

قصّہ کوتاہ آخر کار
تصویریں دکھائیں اُسنے دو چار

ہر شکل سے لاجواب ہر ایک
سب میں بےمثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوئے ہلالی
زلفیں کہ گھٹائیں کالی کالی

چھوٹے چھوٹے جو گال تھے لال
تھے پھول کے پھول گال کے گال

آنکھیں تھیں سیاہ مست دونوں
لب مے پیئے مے پرست دونوں

لب کہتے تھے بولنے ہی پر ہے
گویا مُنھ کھولنے ہی پر ہے

آنکھوں میں نگاہ بنکے آئی
پہلو میں وہ آہ بنکے آئی

ہونٹوں پہ تھی اُف جگر پہ تھا ہاتھ
تصویر پہ دل نگاہ کے ساتھ

دینے لگے کہنے ہو کے قربان
تو ہی مری پتلیوں کی ہے جان

بولا شہزادہ چشم بد دور
ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہے
کس گھر کے چراغ کی یہ لو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ
نور بے آفتاب ہے یہ

دراصل یہ نقش ہے خیالی
صورت ہے گواہِ بےمثالی

فرمایئے تو ہوا ہے کیونکر
اشک صبح کا مگر چاندنی پر

بولا وہ کہ تو ٹالتا ہے
کیون چاند پہ خاک ڈالتا ہے

در پردہ ہی دلکش ایک شے یہ
دل بول رہا ہی بات ہے یہ

کاکل کو رسن نہ جانے کوئی
تارے کو شرر نہ مانے کوئی

سمجھا وہ کہ فاش ہوگیا راز
پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز

بن کر نہ یہ کھیل ابھی بگڑ جائے
او مجھے پہ تو کوئی پیچ پڑ جائے

بولا کہ ہے ایک کشور حسن
ہے جسکا سواد دفتر حسن

دیوار مین رخ حسین سے بھی صاف
صحن آئینہ جبین سے بھی صاف

در اسکے جو دیکھ پائین معشوق
آنکھین اپنی چرائین معشوق

قد سے بالا مقام ہر ایک
طالع سے بلند بام ہر ایک

جس راہ پہ شہر مین نظر کی
تھی مانگ کسی حسین کے سر کی

فردوس ہے تختگاہ کا نام
خسرو ہے بادشاہ کا نام

یہ نور نظر نظر ہے خسرو
یہ لخت جگر جگر ہے خسرو

اس بزم مین نور ہے تو یہ ہے
فردوس مین حور ہے تو یہ ہے

مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا
بولا کہ بیان کر سراپا

تاجر پہ تھی ختم خوش بیانی
یون کی سر بزم گلفشانی

برج شرف قمر ہے وہ سر
یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر

اک گنبد قصر نور کہیئے
قندیل چراغ طور کہیئے

یا سر ہے حباب بحر اسود
زلفین سیلاب بحر اسود

تن مین ہے جو بوئے بادۂ حسن
وہ سر ہے سبوئے بادۂ حسن

ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر
گویا شمشیر ہے سپر پر

یا اک خطِ زر سرِ محک ہے
سیدھی یا چین کی سڑک ہے

برقِ ابرِ سیاہ کہیے
کالے پانی کی راہ کہیے

کاکل شبِ ہجرِ خستہ حالان
یا ہے بختِ شکستہ حالان

بال اُسکے جو آنکھون سے نظر آئین
قسمت مین بلا کے پیچ پڑ جائین

ہم پلہ جو زلف حسن بحسن ہو
غالب ہے کہ عمرِ خضر کم ہو

کانِ انغلین سے لڑتے ہین کان
گلہائے چمن بگڑتے ہین کان

وہ سانپ ہین کاکلین کہان ہین
کان اُن سانپون کی بانبیان ہین

چہرے مین ہے جبہۂ منوّر
یا باغِ جنان مین حوضِ کوثر

کیا رنگ کہون شگفتگی کا
اک پھول کھلا ہے چاندنی کا

آئینہ ہے صاف جوشِ تنویر
روشن ہے جبین سے خطِ تقدیر

ماتھے پہ جو دو بھوین عیان ہین
بحرِ خوبی مین کشتیان ہین

دو طاق ہین خانۂ خدا کے
دونون ہین دفترِ حیا کے

دیکھے اُن کو تو سر جھکا کر
گوشے مین چھپے کمان جا کر

دل بھر مثالِ نو ہے بے چین
کہیے تفسیرِ قابَ قوسین

آنکھین ہین بیاضِ سحر خوانی
یا ساغرِ بادۂ جوانی

جادو ڈالین تو صاف چل جائے
رنگ ابلقِ دہر کا بدل جائے

پلکون سے بتا کے آشیانے
دو مرغ بٹھا دیئے خدا نے

چتون سے عیان ہی خوش کلامی
کہئے آنکھون کو شرحِ جامی

پلکین گد کے پھری ہے پتلی
پلکین پر ہین پری ہے پتلی

ہے دیدۂ مردمک مین یہ بات
دن چار طرف ہی بیچ مین رات

یعنی اللہ کا الف ہے
یا شمع ہے یا صراحی سے

ہتھے چور کے دانت لعل لب پر
یہ نقب اوس نے لگائی آکر

یعنی رُخِ باصفا مین کیا ہے
پُشتہ قرآن کی جِلد کا ہے

گال اُسکے جو دیکھو تو کہو پھول
دونون ہین سدا بہار دو پھول

صورت دونون کی ہے حبابی
رنگت دونون کی ہے گُلابی

مضمون ہے گنجفے کا نایاب
دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب

لب سے کہتے ہین معجزہ ہنسی ہے
شق القمر ایک دل لگی ہے

ہے پست و کشادا و نکا معمول
غنچہ کبھی دیکھیے کبھی پھول

لب ایک ہے با تو دوسرا تا
دونون جو ملین تو بت ہو پیدا

بت سے نکلے وہ سنگدل نہ بولے
عیسی بھی جو بولین لئے کھونے

انگلی جو لبون کے درمیان ہو
ما بینِ دو لب الف عیان ہو

ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب
لب ہین مےِ حُسن سے لبالب

کیا وصفِ دہن مین کیجئے فکر
جو چیز نہین ہے اُسکا کیا ذکر

ہان چوک ہوئی نکلتی ہے بات
سانچا ہی وہ جسمین ڈھلتی ہی بات

رخسارے حباب منھ سے چشما
مچھلی ہے زبان اُس کی گویا

کوزے مین ڈلی نبات کی ہی
یا موجِ آبِ حیات کی ہے

ہین دانت دہان صاف مین بند ‏ سیپارے ہین یا غلاف مین بند

ہیرا انپہ سر یہ گفتگو ہے ‏ موتی کی ذرا سی آبرو ہے

رُخ ہے مُلکِ فرنگ گویا ‏ مُنھ قلعہ ہے پھر جنگ گویا

دانتون کی صفین نظر پڑی ہین ‏ یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین

پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف ‏ پڑھیئے قرآن مین سورۂ قاف

ہے غبغبِ صاف چاہ نخشب ‏ خالِ غبغب ہے ماہِ نخشب

عین آنکھ کو کیجئے جو تسلیم ‏ شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم

کہتی ہے نظر کی تحت رابی ‏ ہے پارۂ عم رُخِ کتابی

گالون پہ جو آتے ہین نظر خال ‏ ہے نقطۂ انتخاب ہر خال

نقطے قدرت نے خود دیئے ہین ‏ اوراق یہ منتخب کیئے ہین

گر شمع سے دون مثالِ گردن ‏ ہو شمع کو سر وبالِ گردن

اللہ اللہ بلند ہے شان ‏ حل اُسکو کہون کہ رُخ ہے قرآن

کیا جلدِ گلو ہے اور کیا رنگ ‏ آئینہ ہے صاف پیک کا رنگ

یا مئے ہے بھری میانِ شیشہ ‏ یا لال پڑی میان شیشہ

شانے جو ہین دونون بازؤن پر ‏ دو ہین مینا تو دو ہین ساغر

ہے جوشِ ضیا سے آشکارا ‏ انگون کے کنول ہین جلوہ آرا

گورا ہے بدن تو نہر کہیئے ‏ ہر ہاتھ کو ایک لہر کہیئے

دو ہاتھ ہین سینہ ہے مگر ایک ‏ تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک

پہونچون کو نہ پہونچے چاہیے جو ہو ‏ گھل جلے جلن یہ شمع کو ہو

اِک دن کہین چمکی تھی کلائی — کل برق کو آج تک نہ آئی

ہے رشتۂ جان وہ نبضِ پُرنور — یا تارِ نگاہِ دیدۂ حور

چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے — چشمِ خورشید کور ہو جائے

چھلا سے خیال دوربین ہے — چشمۂ کفِ دستِ نازنین ہے

کیا کیجئے وصفِ پنجۂ نور — ہے پنجۂ آفتاب مشہور

دیکھے جو کوئی بچشمِ ادراک — مرقوم ہے پنجسورۂ پاک

آنکھون کو کہا جو شرحِ جامی — پنجہ ہے خمسۂ نظامی

پورون سے ہے نیشکر ہر انگشت — فوارۂ نور ہر سرِ انگشت

ہے سینۂ صاف دشتِ ایمن — یا آئنہ یا ہے مہرِ روشن

چاندی سونے کا یا طبق ہے — یا سورۂ نور کا ورق ہے

پردے کا پسند ہے قرینہ — لوحِ محفوظ ہے وہ سینہ

پستان ہین کہین بلور کے بُرج — یا نور کے گھر مین نور کے بُرج

یا میوۂ نخلِ زندگانی — یا محملِ ناقۂ جوانی

پنجو دے تھے شراب پینے والے — مستی مین اولٹ دیے پیالے

اب قابلِ صاد سُنیے باتین — سینہ تو ہے لوح یہ دواتین

ہے اوسکا شکم کہ حصنِ دربند — اُس حصن مین حسن ہے نظربند

بلور کا صحن یا ہے گھر مین — یا چاندنی چوک ہے نظر مین

آئینہ نفس سے جزر و مد ہے — دریا کی مثال مُستند ہے

چوٹی جو پشت پر پڑی ہو — شفّاف شکم سے دیکھو اُسکو

دل مین نہ کبھی نہان رہے بات
ظاہر ہو شکم سے بے کہے بات

کہتا ہے یہ ناف کو نظارا
ہے ماہ شکم تو ناف تارا

یا قصر شکم ہے در ہے وہ ناف
یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف

یا سخت پڑی ہے چشم جویا
وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا

موہوم ہے وہ کمر یہان تک
صانع نے دیا ہے نقطۂ شک

اک زلف کا بال ہے کمر کیا
شاعر کا خیال ہے کمر کیا

ستار عیوب کی قسم ہے
دو ہستیون مین نہان عدم ہے

یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف
ہے تار نگاہ دیدۂ ناف

تعریف سرین مین عقل گم ہے
خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین
میخانے مین نقرئی سبو ہین

ایوان حیا ہین یا ہین حیلے
یا کھیئے دھرے ہین آفتابے

اب پاس حیلے کیا ہین یوان
ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون

کیا خاک گہر کی آبرو ہے
غنچے مین مقام گفتگو ہے

ساغر تر کہون صدف نہ جانون
گندم جو کہو کبھی نہ مانون

عقدہ کھلے چاک پر جو ہو غور
عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور

رانین ملبوس مین ہین مستور
شمعین فانوس مین ہین مستور

پنہان بادل مین بجلیان ہین
مضمون الفاظ مین نہان ہین

ساقون پہ یقین ہے شاعرون کو
مصرعے ہین یہ بیت حسن کے دو

پا تون مین ہے لام الف کا نقشا
مرقوم ہے صاف صورت لا

کی فکر جو جانبِ معانی — سمجھے نہین کوئی اِن کا ثانی
پشت کفِ پا ہے بسکہ پُر نور — ہے روئے پری کہ چہرہ حور
امکان مین ہو جو دیدِ ناخن — ہو قوسِ قزح مریدِ ناخن
تلوؤن پہ نثار ہین مہ و مہر — آئنہ دار ہین مہ و مہر
روشن وقتِ معائنہ ہے — ہر نقشِ قدم اِک آئنہ ہے
چلنے مین دکھاتا ہے وہ قامت — ہر ایک قدم پہ اِک قیامت
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے — دیکھا دیکھی بھر آئے دیدے
تصویر کو دے کے زر خریدا — سودا لیا دردِ سر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر — بجلی تو کہین جلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیرزادے کا سمجھانا

توبہ کو مِرا اسلام ساقی — بھر دے نشہ جام ساقی
مستی کی بہار جوش پر ہو — حملہ نشے کا ہوش پر ہو
وہ صاحبِ تاجِ کشورِ غم — وہ داغ نصیب ماہِ عالم
گہوارہ تا زمین ہلا تھا — ناواقفِ کوچۂ بلا تھا
بیدل ہوتا تھا دلگی سے — خاطر تھی کشیدہ میکشی سے
چشم پُر آب تھا پیالہ — شیشہ کفِ دست کا تھا چھالا
تھا بسکہ گھڑی گھڑی نیا رنگ — چہرے مین تھا دھوپ چھاؤن کا ڈھنگ
یا ابر تھا اشکبار یا وہ — یا برق تھی بیقرار یا وہ
بھڑکی دل مین وہ آتشِ غم — جس آگ سے آگ لے جہنم

اشکون کی وہ چشم سے روانی ۔ یا دل پھرین جسکے آگے پانی

انجان کا عشق جی پہ بیٹھا ۔ دل رب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا

دلچسپ تھی ایسی شکل اوس کی ۔ نظرون پہ چڑھی تو دل مین اوتری

ابرو تلوار ہو یہ مانا ۔ لیکن مہ عید اوس سے جاتا

کاکل ہو بلا زمانے بھر کو ۔ سر پیچ تھی لیکن اوسکے سر کو

آنکھین خونخوار ہون بلا سے ۔ اچھا بیمار ہون بلا سے

قد دار سہی نہال تھا وہ ۔ سر آنکھون سے پائمال تھا وہ

اختر ابن وزیر اوس کا ۔ ہر راز مین تھا مشیر اوس کا

سمجھے لگا کہ ہی کہان دھیان ۔ اس حسن کا بھی کہین ہے انسان

اصلی ہے یہ احتمال ہی کیا ۔ فرضی ہونا محال ہی کیا

بے جان پہ جان کھونے والے ۔ کیا خوب ہین ولولے تمھارے

سوکھے کو ہرا نہ جانے کوئی ۔ کھوٹے کو کھرا نہ مانے کوئی

موتی کا گمان حباب پر کیا ۔ پانی کا یقین سراب پر کیا

گیسو نہین پیچ مین ہو کیون گم ۔ یوسف نہین ہوش کیون ہو گم

قصہ نہ بڑھے برنگ کاکل ۔ چھولے کہین شہر مین نہ یہ گل

ہے بادہوائی چاہ کی لہر ۔ چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر

بلکہ نہ لگائین آگ بدخواہ ۔ پڑھ کر نہ کنوین جھنکائے بیچاہ

سلطان سے کوئی جڑے تو کیا ہو ۔ اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو

یہ چاہ ہے رنج کی نشانی ۔ پڑ جائے گا آبرو پہ پانی

بولا کہ نہ چھیڑ راگ مالا
دکھن چھیڑ سے اور ہو دوبالا

دل آ ہی چکا تو صبر کیسا
دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا

دامن نہیں آرزو کہ چھوٹے
شیشہ نہیں آسرا کہ ٹوٹے

بدرنگ نہ رنگ عشق کا ہو
کچا نہیں اُڑ گئے جو ہوا ہو

پالا ہی پڑا قضا سے اب تو
جو ہو سو ہو بلا سے اب تو

سمجھا کہ سڑی کیا خدا نے
مین کیا مری بات کیا کہا نے

تنکے کا شمار لہر مین کیا
بنیادِ حباب نہر مین کیا

سوجھی سر دست پردہ پوشی
قفلِ درِ لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا آخر نسبت کا خط لکھا جانا

مانا ساقی ہوا پہ ہے آج
رندون کی نظر خدا پہ ہے آج

مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر
پائین تو مزہ نہ پائین تو صبر

دل آکے رکا نہیں کسی سے
آندھی نہیں تھمتی آدمی سے

شہزادہ کہ آپ مین نہین تھا
گھر بیٹھے وہ اور ہی کہین تھا

صورت ہوئی زار روتے روتے
گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے

آنا جلنا نفس کا ہر بار
تلوار پہ چل رہی تھی تلوار

لاکھون شکنین پڑین جبین پر
موجین تھین سراب کی زمین پر

گالون سے جو اڑ گئی تھی لالی
دو شیشے تھے زرد مے سے خالی

دانتون سے کبودی لب پہ آئی
چاندی کی رگڑ سیاہی لائی

منھ فق نہین بلکہ زرد بھی تھا
دل شق نہین بلکہ سرد بھی تھا

ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد
وہ قد تھا بول پھول سب زرد

جل جل کے جو کھینچین سرد آہین
تھین برق سے بند دم کی راہین

جی جلنے سے بدلی صورت اونکی
سنولا گئی صاف رنگت اونکی

ہم چشموں کے دل تمام ٹوٹے
ایسا بہکا کہ جام ٹوٹے

بیرنگ جو دامن اوس کا اٹکا
آنکھون مین بیرنگ خار کھٹکا

اوڑ بھاگے عزیز رنگ کیطرح
احباب سے کٹے پتنگ کیطرح

ہمدم اسوقت سب جدا تھے
بات آکے پڑی تو لب جدا تھے

پنہان ہے دل مین داغ کیتک
دامن کے تلے چراغ کیتک

رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ
قمری کسی سرو کا ہوا یہ

باتون باتون سنا پدر نے
دل دیکھ لیا ہے غم پسر نے

دشمن اوسکے اوڑے خبر کی صورت
آنسو ٹپکے ثمر کی صورت

آنکھون کو تھی نورِ دیدہ کی چاہ
گل کو لینے چلے ہوا خواہ

گرم آئے وہ جسطرح تپ آئے
یل سینے سے آہ تا لب آئے

دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ
دامانِ غبار مین چھپی دھوپ

رخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے
دن رنگ مین ہمسوادِ شب تھے

کی عرض کہ ہین حضور بیچین
کچھ دیر کو ہو قرانِ سعدین

اٹھیے اٹھیے حضور چلیئے
چلیئے چلیئے ضرور چلیئے

اوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف
بھون پر تھی شکن زبان پر اف

زانو پکڑے کمر سنبھالے
بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے

صدمہ دل پر تڑپ جگر مین — رستی کی ہونٹھون پہ درد سے مین
اوٹھ بیٹھ کے وہ غبار کی طرح — آیا دل بیقرار کی طرح
آغوش طلب پدر سے وا کی — پہلو مین جگر کی طرح جا کی
صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا — آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا
ٹوٹا ہوا دل حباب آسا — پھولا ہوا منھ حباب آسا
پلکین جو نہ کرتین پردہ داری — آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری
تھے سوزش غم سے خشک تر لب — مرجھائی سی پنکھڑی تھا ہر لب
سلطان نے غبار اوسکا تاڑا — دامن کی مثال خوب جھاڑا
بیتابی دل ابھارتی تھی — غیرت مگر آنکھ مارتی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا — گرمی دیکھی تو جل کے بولا
تم خار نہین جسے نکالون — دکھ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
تم آگ نہین کہ بجھ کے رہ جائے — بیچ آب نہین کہ تھم کے بہ جائے
[illegible] یہ اضطراب کا رنگ — تیور کی طرح بدل گیا رنگ
دل پر تپ غم نے داغ ڈالے — جیسے کسی پھل مین بیج کالے
وحشت سے حواس خمسہ ششدر — چارون ورق عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی — ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جان سے جان نثار تیار — کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی — ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوز دل سنایا — بولا کہ یہ گل سے داغ پایا

جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ | روشن کیا حالِ نورِ دیدہ
حیرت سے تھے اہلِ ہوش ششدر | تیجا نہ تھا بادشاد کا گھر
چُپ سُن سکتے مین تھے خردمند | مُنھ مثلِ درِ بخیل تھے بند
ہو ٹھونپہ تھے دانت سر پہ تھے ہاتھ | سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ
مجمع مین تھا ایک پیر دانا | دیکھے ہوے آنکھون سے زمانا
کوچے مین جو رہبری کے آئے | ہون خضر تو راستا بتلائے
صورت مین کمان فکر مین تیر | بہرِ شبِ غم سحر تھا وہ پیر
منھ صورتِ عقدہ اُسنے کھولا | سلطان کو دعائین دیکے بولا
میکش کو ہوس ایاغ کی ہے | پروانے کو لَو چراغ کی ہے
دل بٹھ نہ جائے رنج اُٹھاکر | ڈُوبے نہ یہ چاند داغ کھاکر
ایسا نہو نورِ چشم کھو جائے | ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے
یون خاک تھمنے ہوا جنون کی | ہان وصل ہے اک دوا جنون کی
بُھوکے کو غذا نہ دیجیے کیون | زخمی کی دوا نہ کیجیے کیون
عشق اور نصیحت زبانی | جلیسے جلتے توے پہ پانی
سودے پہ چلے زبان کا بس کیا | شعلے کی لپٹ سے آگے خس کیا
خسرو کو پیام دیجیے آپ | اس لعل کا عقد کیجیے آپ
پیوندِ شجر سے ہو جائے | ہمرشتہ گہر گُہر سے ہو جائے
رشتے سے ہے خوب تاجر آگاہ | نامہ اُسے دیجیے کہ لے راہ
ڈھونڈے وہی دلکو جسنے کھویا | کاٹے وہی دُکھ کو جسنے بویا

بیمار کیا دوا بھی لائے	بھڑکائی ہے آگ تو بجھائے

شہزادی کا گھبرانا لوگوں کا سمجھانا آخر پیام عقد سے تسکین پانا

ساقی کہوں کیا جنون جی کا — دیوانہ ہے شیشے کی پری کا

ہے شوق وصال دختر رز — دکھلا دے جمال دختر رز

وہ تازہ نہال گلشن غم — وہ داغ نصیب ماہ عالم

گلچین بہار آرزو تھا — آوارہ مزاج مثل بو تھا

دل مائل درد آشنا گم — کشتی طوفان مین ناخدا گم

کہنے کو تو کم سخن نہین تھا — چپ تھا گویا دہن نہین تھا

صد چاک تھا اس لیئے دل زار — تھا زلف جنون کو شانہ درکار

بیجا نہ تھی پتلیون کی حیرت — کیا نام کی کچھ نہ ہوتی غیرت

بے شانہ برا سواد خط تھا — حرف مو جا بجا غلط تھا

سمجھانے لگے اوسے خرد ور — بھولو نہ خدا کو بندہ پرور

کیون یاس کی شکل دلنشین ہے — کیا رات کے بعد دن نہین ہے

بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی — آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی

بجلی نہین جان کیون ہے بیتاب — بدلی نہین دیدے کیون ہین پرآب

رخ برگ نہین ہے زرد کیون ہے — دل برف نہین ہے سرد کیون ہے

چہرے پہ غبار چھا گیا کیون — آئینے پہ زنگ آگیا کیون

تصویر کی کیفیت دل مین جا ہو — بت ساکن خانہ خدا ہو

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور — بن جائے نہ جی پہ جان سے دور
پھل نخل جنون کے مل رہے ہین — گلیون مین شگوفے کھل رہے ہین
بہکو نہ کہ آئے حرف ادب پر — کیون ہوکے سبک گران ہو سب پر
امید نہین تمھاری خو سے — ہو چاہ عزیز آبرو سے
ہمنے مانا کہ دے چکے دل — اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل
بے فکر نہ مدعا بر آئے — بے ذکر یہ بات لب پر آئے
بے شمع نہ بزم ہو منور — بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر
برسے گا اگر گھرا ہے بادل — پھولا ہے شجر تو لا یگا پھل
غنچہ ہے تو ہو گا پھول گر گل — سلجھے گی الجھ گئی جو کاکل
سمجھا کے لکھے لیکے خامہ — لکھ پڑھ کے سنا یا اسکو نامہ
نسخہ جو لکھا برائے بیمار — امید ہوئی دوا سے بیمار
دیکھا جو وہ بخت کا سیاپا — زخمی سمجھا دوا کا پھایا
خط توڑ کے پر کیا اشارہ — ہے غم سے شکستہ دل ہمارا
ظاہر کیا بند کر کے یہ رنگ — ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ ہوکر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سے جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی — تیرا ہی بس ایکدم ہے ساقی
مے دے رہے تیرے نام کی خیر — خم کی شیشے کی جام کی خیر
سلطان قلم و غم و رنج — زچ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد — بھڑکی ہے جو آگ کیجئے سرد

صیقل ہو تو آئنہ ہو شفاف — کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف

شہزادے پہ آنچ آنہ جائے — یہ گل کہین داغ کھا نہ جائے

سہم ہو غمِ عشق بڑھتے بڑھتے — دم لے تپ ہجر چڑھتے چڑھتے

پہلے تاجر کا دل ٹٹولا — آمادہ سفر پہ کرکے بولا

نامہ۔ تصویر۔ گنج۔ رہوار — اشتر۔ ہاتھی۔ فنس۔ ہوادار

خیمے۔ خرگاہ۔ فرش۔ بستر — خدام۔ مصاحب اور لشکر

پنا۔ الماس۔ درِ خوش آب — نیلم۔ پکھراج۔ لعل نایاب

لسنیے اڑھائی سوت والے — انمول یہ موتیون کے ملے

نافے مشکِ ختن کے صدہا — عنبر جس کی صفت ہے سارا

آرام کی بےشمار چیزین — تحفے کے لئے ہزار چیزین

یہ سب سامان لے کے جا اب — فردوس کی سمت ہو ہوا اب

خسرو کو شبیہ و نامہ دینا — کہنا سُننا جواب لینا

ہو سخت تو بولنا یہ نرمی — ٹھنڈا کرنا کرے جو گرمی

کچھ راگ جو لائے ساز رکھنا — پرواز کرے تو باز رکھنا

خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ — حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ

دن رات تھا گرم رو ہوا خواہ — دن کو تو تھا مہر رات کو ماہ

رستے مین نہ دم لیا کسی شکل — فردوس مین آیا روح کی شکل

آیا جو نظر وہ بابِ امید — لی برج کی راہ مثلِ خورشید

پردہ تھا کشادہ اور دروا
گھونگھٹ میں تھی چشمِ فتنہ گر وا

تھا پردۂ گوش پردۂ در
نغمے کی طرح سمایا اندر

گھر میں جو سپیدی چارسو تھی
صبحِ امید روبرو تھی

انوار سے صحنِ خانہ لبریز
جیسے دلِ عابدِ سحر خیز

بام اوج میں بادشہ کا اقبال
محرابِ ابروئے کج کی تمثال

تھی پیشِ نظر یہ صورتِ طاق
واشوق میں جیسے چشمِ مشتاق

وہ سقف میں قمقمے پُر انوار
پھولے پھولے حسین رخسار

دیکھا کہ وہ بادشاہ دوران
ہے تخت پہ صورتِ سلیمان

جھک کر بہ ادب مثالِ خامہ
دی وہ تصویر اور وہ نامہ

نامے سے کھلا طلسمِ تقدیر
پُتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر

صورت کا بناؤ چشمِ بددور
سائے میں تھا آفتاب کا نور

ناہید کیسا ہی بُت شکن ہو
اس بُت کو جو دیکھے برہمن ہو

دولھا کی پسند تھی دلھن پر
تھا حصر جواب یاسمن پر

گلشن دخترِ وزیر اوس کی
کھیلی ہوئی اوسکے ساتھ کی تھی

رہتی تھیں وہ ساتھ ساتھ اسطرح
پہلو میں دل و جگر ہیں جس طرح

خسرو نے شبیہہ دی اسی کو
تا نورِ نگاہ یاسمن ہو

خلوت میں وہ پہونچی لیکے تصویر
بولی کہ یہ دیکھو نقشِ تقدیر

دیکھی جو شبیہِ ماہِ عالم
گردن ہوئی مثلِ ماہِ نو خم

برچھی پڑی نوک سے پلک کے
دل میں لگی آگ سی چمک سے

تصویر چڑھی ہوئی نظر پر
ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر

الفت کا چھپا جگر مین کانٹا
آنکھون کو لہو رگون نے بانٹا

گلشن فقط اوس گھڑی تھی ہمراز
تھی مثلِ نفس وہ اوس کی دمساز

اوس سے کہا دیکھ اسے ذرا تو
رنگت کے عوض کھرا ہے جادو

بوٹا سا یہ قد کہ دل مین جم جاے
سبزہ سا یہ خط کہ جان سم کھاے

زلفون مین پڑا ہی پیچ پر پیچ
حلقہ چشم حسین کا ہر پیچ

کرتی ہین یہ پتلیان اشارا
پانی مانگے نہ اپنا مارا

منھ کیا کسی پھول کی کلی ہے
کہتی ہی ہنسی کہ کھل چلی ہے

ہین ہنسے کے حباب گال دونون
عکسِ مے سے ہین لال دونون

ہم سے اتنا غرور اچھا
سمجھے ہین حضور اچھا

ہم منھ سے زبان دین تو بولو
تصویر کو جان دین تو بولو

وہ دخترِ وزیر ہنسکے بولی
دل کھول کے کیا زبان کھولی

غیرت کہ کہان ہوا بتادی
چڑیا صدقے کی تھی اوڑادی

قمری نہ ہو سرو اے گل اندام
پروانے کا شمع سے نہو کام

اندھیر ہے کیک پر مرے چاند
سایہ کرے آفتاب کو ماند

بولی وہ کہ جان جاے دل جاے
اس جسم کی جان کاش ملجائے

بولی یہ کہ پی کے مے بہکنا
گل ہاتھ مین آئے تب چہکنا

بولی اچھا پتا بتادے
ٹھنڈی ہی ہو نگی ذرا ہوا دے

بولی یہ کہ کھل ہی جائے گا راز
کچھ ساز چھڑے تو نکلے آواز

تم مجھ سے جو پوچھو اپنے جی کی
کیا شکل حسین ہے کسی کی

وہ چیز ہے یہ کہ لے ہی لے دل
جو دیکھے اسے وہ دے ہی دے دل

یہ سُن کے اودھر وہ مسکرائی
گلشن نے دھوم اِدھر مچائی

غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو

سب ہمسنین چھیڑتی تھین ہر بار
کیون جی تمھین آگیا تھا بہت پیار

پان رال ٹپک پڑی تمھاری
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری

منھ چومتے واہ ہمنے دیکھا
واللہ باللہ تمنے دیکھا

آخر نہ چھپا بلاؤن کا راز
چٹ چٹ کی کچھ آرہی تھی آواز

تصویر کی کون ایسی ہستی
اللہ تم اور بُت پرستی

آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
آنچل تو ہٹاؤ مُنھ تو کھولو

ایسی آئی ہین یہ کہین سے
نخرے کرنا اجی انھین سے

انکو سب کچھ ہمین یہ گالی
اولٹی گنگا بہانے والی

منھ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
انکے لیے رکھو ہے ادا خوب

ہے کوئی ذرا اِدھر تو آنا
منھ دیکھینگی آئینہ تو لانا

لینے لگے چٹکیان اشارے
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے

آنکھون کی طرح لڑی کسی سے
کاکل سی اوجھ پڑی کسی سے

تیز ایسے ہوئی نظر کی صورت
ٹیکا اوسے پاکے سر کی صورت

جھلاتے کسی پہ پیک تھوکی
منھ ہنسکے چھپا لیا جو چوکی

آخر نہ چھپی نظر کی صورت
پردے مین چھپی جگر کی صورت

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر — خسرو کو دکھایا نقشِ تقدیر

بولی کہ ہے جو حسبِ دلخواہ — زہرہ ہی دلھن تو چاند نوشاہ

دیکھی وہی شمع جس کی لو تھی — چمکا وہی چاند جس کی ضو تھی

نامہ تھا کلیدِ بابِ امید — ٹھہرایا قران ماہ و خورشید

انعام سا دیے نامہ بر کو — پُتلی نے طلب کیا نظر کو

طالب سے ملا مزاجِ مطلوب — قاصد نے لیا جوابِ مکتوب

تاجر کی واپسی و شہزادی کا سفر طلسمات کی راہ اور پری کی نظر شہزادی کا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب بار نہ ہین بیقرار ساقی — دل پر نہین اختیار ساقی

للہ بدل ہمین کو یہان سے — دے پھول کہ ہون ہوا یہان سے

کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد — تیر آہ سے کچھ سوا تھا قاصد

دم چلنے مین منفعل ہوا اس سے — عمر گذران خجل ہوا اس سے

جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی — دریا جو ملا بنا وہ ماہی

گو گرم روی بہت جتائے — سورج کی کرن نہ اوسکو پائے

پہونچا جاکر قیاس کی طرح — ٹھہرا اپنے حواس کی طرح

سلطان کو دیا جوابِ مکتوب — طالب کو سنایا حالِ مطلوب

بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی — بارود مین آگ سی لگا دی

مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور — دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

یون آکے جما جنون سر مین | جیسے کوئی بیٹھے اپنے گھر مین
وحشت کی ہوا اٹھی بس بلا کی | دامن کی کلی کلی جدا کی
قائم نہ تھا رنگ اوسکے رخ پر | جو رنگ آیا تھا وہ دم بھر
چھت دیکھ کے کاٹتا وہ راتین | کرتا کڑیون سے پھر ون باتین
کچھ اتنا پڑا تھا درد سے کام | تھا آہ کا کام سانس کا نام
پڑ جائے جو چشم تر سے پالا | بھورے یا دل کا منھ ہو کالا
پھٹتا تھا جو بار بار دامن | ٹکڑون سے بنے ہزار دامن
صورت دیکھو تو شوق ظاہر | پر تول رہا ہو جیسے طائر
سودا چڑھ کر جو سر پہ بیٹھا | دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا
حیرت مین تھا شاہ مصلحت سنج | شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج
سوزش بھی تھی دل مین اور خوشی بھی | تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی
آندھی تھمتی محال تھا یہ | پانی رکتا خیال تھا یہ
نزدیک آئی پسر کی دوری | سامان سفر ہوا ضروری
اسباب خزانہ فیل رہوار | جو کچھ بہر سفر تھا درکار
سب دیکے اوسے کیا روانا | آگے سمجھایا پیشتر آنا
ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا | یا جلوۂ برق طور پر تھا
ہودج کا وہ اوج چشم بد دور | نکلا پے دید مہر پر نور
اس حد کو اٹھا کے سر نظر کی | پچھم کو گری کلاہ سر کی
خود قلب مین چار سمت لشکر | تھا بیچ مین چاند گرد اختر

ساتھ اپنے وزیر بھی سدھارا | پہلو میں قمر کے تھا ستارا

پوچھا تاجر نے بے خبر سے | راہیں دو ہیں چلیں کدھر سے

نزدیک کی ایک دور کی ایک | نزدیک کی بد ہے دور کی نیک

لا علم کہ دام ہے تہِ کاہ | بولا کہ چلو قریب کی راہ

آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی | سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی

کس شے سے ہو میرا استا بند | شعلہ نہ ہو خار و خس کا پابند

تھا رہرو کو سر بلا وہ | تلوار کی دھار پر چلا وہ

سورج جب ڈوبنے پر آیا | دنیا نے لباسِ زرد پایا

پہنچا اک مرغزار میں وہ | تھا صورتِ گل بہار میں وہ

رنگِ گل کا وہاں یہ تھا جوش | سائے سے زمیں ہوئی تھی گلپوش

یہ تھی سرِ شاخ شکلِ لالہ | جیسے کفِ رند پر پیالہ

پتی پتی پہ ہو شبنم جو دیں | کانٹے پلکوں سے نوک کی لیں

بوٹوں سے چلے نہ چال قد کی | امید ہو پائمال قد کی

پھولوں کو جو دیکھیں گال تپائیں | سنبل او جھے تو بال تپائیں

ہم چشم جو نرگسِ چمن ہو | نشہ سب آنکھ کا ہرن ہو

غنچہ منھ سے کہے کہ تو کیا | مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا

دلکش راہیں ادھر ادھر کی | سیدھی جن سے ہو مانگ سر کی

پیچیدہ تھیں جا بجا وہ بیلیں | دل جتنے ہوں کاکلوں میں لے لیں

چشمہ تھا کہیں تو دلنشیں تھا | پانی عرقِ رخِ حسیں تھا

ندی وہاں ایک دیکھی جاری — ہو خلد کی جس سے آبیاری
لہرائی طبیعت اوس قمر کی — شب چاندنی مین وہین بسر کی
جب کٹ گئی زلفِ شب سحرگاہ — روشن ہوئی مانگ کی روش راہ
تھک تھک کے جو سوئے تھے وہ جاگے — ہمت کی طرح بڑھے سب آگے
افسون کی روش تھی سحر کا رنگ — لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ
دن صورتِ مہر چلتے گذرا — چلتے نہین بلکہ جلتے گذرا
چل پھر کے تھا مزار مسکن — تھا مرکزِ دائرہ وہ گلشن
راہی ہوتا جہان سے ہر بار — آتا وہین پھر کے مثلِ پرکار
رستے سے کھلا نصیب کا پھیر — روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر
گلشن سے نکل سکا نہ اس طرح — گونگے کے دہن سے بات جس طرح
اک شب کہ تھی کاکلِ عدم سم — ہمرنگِ لباسِ اہلِ ماتم
یا بختِ سیاہ اہلِ زنّار — یا فردِ حسابِ عمرِ کفّار
شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا — مانندِ نصیب سو گیا تھا
پہرے والا کچھ ایسا کھویا — مُردوں سے وہ شرط بد کے سویا
لائی چکر مین گردشِ بخت — گذرے پریون کے اوس طرف تخت
اک اون مین سے حور چہرہ گلفام — خورشید جمال مشتری نام
بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج — بدلی نظر آتی ہے ہوا آج
اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے — جنگل مین عجیب گل کھلا ہے
منظورِ نظر ہوا نظارا — ٹوٹے جیسے فلک سے تارا

سائے کی روش قریب آئی
اوس چاند پہ مثل ابر چھائی

یوسف جو ہوا عزیز جی سے
دل چاہ میں گر پڑا خوشی سے

جنگل میں ملا جو یہ خزانا
چوری کا خیال جی میں ٹھانا

یون بند آنکھیں تھین سب کی یکسر
جیسے ہون بند رات کو در

نشۂ مے خواب کا تھا سر جوش
سر کی نہ خبر نہ پانون کا ہوش

قابو پایا پری نے اوس پر
قبضہ کیا مشتری نے اوس پر

آغوش میں شکل اوس حسین کی
تمثال تھی حرف دلنشین کی

یہ تھی حلقے میں شان معشوق
جیسے منہ میں زبان معشوق

جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی
گل لیکے نہال گھر میں آئی

پلکون سے کھلی نقاب غفلت
چونکا وہ مست خواب غفلت

آنکھیں جو کھلین نصیب سویا
کانپا سہما غریب رویا

بدلا نظر آیا کارخانہ
اولجھا زلفون میں جیسے شانہ

چکر میں سر ضعیف کی طرح
سر خم کمر نحیف کی طرح

تھی خوف سے سانس دم چرائے
کیا جان جو منہ سے باہر آئے

دل جسم میں یون ہوا افسردہ
ہو بزم میں جیسے شمع مردہ

رگ رگ میں چھپی تھی جان ڈر سے
دانتون میں دبی زبان ڈر سے

آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے
دو چشمے زمین پر بہے تھے

دونون چشمون کا کھیل دیکھا
گنگا جمنا کا میل دیکھا

تا حلق کے ڈر سے تھرتھرایا
تھا سر کو بلا پری کا سایا

منحوس اوسکے لئے پری تھی — گویا کہ زحل وہ مشتری تھی

آنکھون سے قضا چڑھی نظر پر — چتون سے چھری چلی جگر پر

پوچھا کہ یہان مین آیا کس طرح — بولی کہ قرار دل مین جس طرح

پوچھا یہ ستم کیا ہے کس نے — بولی تمھین دل دیا ہے جس نے

پوچھا شکر کہا کہ ہان تھا — پوچھا کہ ملے گا بھی کہا نا

بولا یہ غضب تو بولی خاموش — بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش

بولا کہ نہین تو بولی بیکار — بولا کہ رہائی بولی دشوار

بندہ مجبور چارہ کیا تھا — جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا

آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا — دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا

تن جلنے لگا دھوان بنے بال — تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال

آواز کو خوف تھا نکلتے — دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے چلتے

سر مثل نظر جھکا ہوا تھا — دم صورت دل رکا ہوا تھا

ہو دل کا غبار صاف کیا خاک — کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک

دانائی تھی ختم اوس پری پر — اوڑتی چڑیا کے گنتی تھی پر

سوچی ابھی جال مین پھنسا ہے — بھڑکے گا مجھسے تو دور کیا ہے

یوہے جو دماغ مین وطن کی — ناساز ہوا ہے اس چمن کی

دیوانہ نہ ہو کڑی اوٹھا کر — انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر

ہو رام وہ سلسلہ نکالو — دم دھاگے کا چال اسپہ ڈالو

روٹھے ہوے کو منانے بیٹھی — بگڑے ہوے کو بنانے بیٹھی

چھیڑا اوسے حسین ساز ہو جائے — چھینٹے دیے تا غبار دھو جائے
بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو — منھ کھول کے غصہ تھوک ڈالو
ٹیڑھے نہ ہو رخ ادھر نہ پھیرو — دیکھو دیکھو نظر نہ پھیرو
اتنی نہ کرو رکھائی دیکھو — ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوئے پردہ پوشی — یان ہمنفس زبان خموشی
وہ مثل زبان بے ادب تیز — یہ اشک الم سے ظرف لبریز
جوش اسکو جو تھا شباب کیطرح — دن بھر جلی آفتاب کی طرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا — ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید — روشن ہوئی شمع بزم امید
پردہ کیا فاش راگ لائی — کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس مین — لین اوسکی بلائین دیکے قسمین
یان دل کو ہوا جو اور کی تھی — کانٹا سی پری کھٹک رہی تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا — آگے جو بڑھی تو ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ چٹکا — ہاتھ اوسنے بڑھایا اسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورت ساز — دل بیٹھ گیا بہ شکل آواز
بدلی حیرت کی منھ پہ چھائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
امید شکست کھا کے ٹوٹی — بستی رحمت کی ڈھنے لوٹی
دل غم سے بجھا ایاغ کی طرح — شب بھر وہ جلی چراغ کی طرح

وصل پر مشتری کا اصرار۔ ناو عالم کا انکار

مشتری کا جھلانا۔ شہزادے کا قید خانے جانا

ہون صورتِ غنچہ تنگ ساقی
لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد [illegible] نہ دے اب
دم آ گیا لبون پہ دم نہ دے اب

معشوق کھنچا جو مثلِ شمشیر
اُڈک پا گئی مشتری کی تقدیر

گالون پہ روان تھے اشکِ پیہم
گُل تر تھے کہ گِر رہی تھی شبنم

دم جوشِ جنون کا بھر رہی تھی
دیوارون سے باتین کر رہی تھی

پہاڑ اوسنے ہزار پردے
کیونکر دلِ بیقرار دے لے

کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے
کی صبح گھبرا کر اوسنے

کہلاے ہوے داغ مثلِ لالہ
جل بھُنکے اوٹھی وہ گرمِ نالہ

شہزادے پہ گرم تھی وہ شب سے
رُخ لال تھا آتشِ غضب سے

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی
سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانندِ بخت پایا
صدمے کی طرح اوسے اوٹھایا

چونکا تو نظر پڑی ڈرا وہ
تھی سر پہ اجل کھڑی ڈراؤ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر
کروٹ بدلی نظر بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا
نظرون سے تھا مثلِ اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہلے
اِن ہاتھون کو دسترس نہین ہلے

پھر ساز جو چاہا۔ پایا ناساز
نکلی بھی تو بس نہین کی آواز

منھ کی کھائی تو غصہ آیا
منھ دیکھ کے بگڑی منھ بنایا

قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر
لپکی جھلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی
ہمسے اتنی رکھائی کیون جی

دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب
سبحان اللہ واہ کیا خوب

سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا
جو دُر کو نہ پرکھے جوہری کیا

رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا
ہے دال مین کچھ ضرور کالا

در پردہ ہے کون پردہ کھولو
آنکھین نہ دکھاؤ منھ سے بولو

بت بنگئے کس پہ جان دے کر
چپ سُن ہو کسے زبان دے کر

کس شمع سے لو لگائے ہو تم
کس چاند کا داغ کھائے ہو تم

کیون زرد ہو جیسے زرد ہو برگ
کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ

الجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہے
کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے

کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون
کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون

ٹیڑھے نہو سیدھی بات یہ ہے
مین جس سے دبون وہ گھات یہ ہے

مجکو رُو رُو جو رو پیارے
آنکھون سے نہ ہاتھ دھو پیارے

بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو
روٹھے ہو گلے لگاؤن رل مل لو

سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ
جل کر مجکو جلائیگی یہ

غافل کہ کرے گی چوٹ کدھر سے
جاؤن گا کہان مین بچ کے زد سے

سودا اُٹھا بیٹھے مول لینا
قیمت مین وہ نقد ہوش دینا

وہ عشق شیرین دکھلائے جس نے
وہ چاہ کنوین جھنکائے جس نے

سب کہتے کہا کہ لاگ یہ ہے
جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہے

مایوس بھی وہ ہوئی خجل بھی
امید بھی ٹوٹی اور دل بھی

وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی
دیکھا دیکھی نگاہ بدلی

آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے
مریخ بنی وہ مشتری سے

غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا
چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا

گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے
ابرو تھے کہ تیغے قضا کے

پلکیں اسکی تھیں یا سنانیں
یا سانپ تھے بال یہ زبانیں

پتلی تھی بھری تو پلکیں گد کے
تل تھے شرر آتش حسد کے

دیدے آنکھیں بدل رہے تھے
خنجر سے وہ ہونٹھ چل رہے تھے

نظروں سے گرا دیا نظر نے
گیسو لگے مار مار کرنے

پلکوں نے چبھوئے خار پرخار
قد سرو کے پیڑ سے بنا دار

باتیں کرتی تو زہر اوگلتی
چلتی جو زبان برچھی چلتی

گردن سے لپٹ کے مثل گیسو
کہنے لگی سن تو او جفا جو

کیوں مجکو کیا پکا کے پھوڑا
کیوں شیشۂ دل کو تونے توڑا

پانی کو نہ پیاس میں کہوں میں
بس چاہ میں باؤلی رہوں میں

دھن اور تھی اور راگ نکلا
پانی تجھے سمجھی آگ نکلا

جو میں کہوں تو کرے نہ وہ بات
میں دن جو کہوں تو تو کہے رات

تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری
اے خالق پاک شان تیری

تو کیا تجھے جسکی دھن وہ ہے کیا
میں برق وہ نے. ثبات نے کیا

تو مجھ سے نہ اڑ کہ میں پری ہوں
روشن ہے کہ آگ سے بنی ہوں

چاہوں تو اسے ہلاک کردوں
پھڑکوں تو جلا کے خاک کردوں

کیا خاک کا خاک مین ملانا
نقش کف پا کا کیا مٹانا

آنکھین نہ بدل بگڑ کے مجھ سے
پچھتائیگا دیکھ لڑکے مجھ سے

ہونٹون کو تو کھول ہے کہان تو
کیا منھ مین بھرے ہو گھنگنیان تو

غصّے سے وہ لال غم سے یہ زرد
گرم اسکا مزاج اسکا دل سرد

سر صورت بار غم اٹھایا
جو دل مین تھا جوش منھ پہ لایا

بولا تو آگ ہو کے کیا پلٹے
مٹی ہو نمین آگ جس سے دب جائے

دل اسکو دیا تو رہ گئی جان
یہ بھی ترے ہاتھون سے ہے قربان

امید قسم نہین کہ ٹوٹے
خواہش دھبّا نہین کہ چھوٹے

چھوٹے گی نہ جستجوے فردوس
دم نکلے تو جائے سوے فردوس

یان پائے بشر ہٹا ادب سے
وان آگ ہوئی پری غضب سے

بھینا کیا اسنے مشکل اسکا
مہندی کی طرح ملا دل اس کا

پھر تو وہ آئی شامت آئی
آفت آئی قیامت آئی

دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے
آنکھین دکھلائین دانت پیسے

اک دیو تھا سنگدل بلا کا
جامہ پہنے ہوے قضا کا

صورت وہ کہ بدنمائی سب ختم
رنگت جس پر سواد شب ختم

دانت اوسکے کہ زرد زرد تھے
دو دو انگل دہن سے باہر

ہر دم شکنون سے چہرہ بد
لیتا ہوا لہرین بحر اسود

پلکین اوسنے جدا بچھائے
نیزے ہین یہ زہر کے بجھائے

آنکھین وہ بلا بھرے بلا گرد
فتنے ان پتلیون کے شاگرد

لب ہل کے دکھاتے ہین کرامات — قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات

بولی اوس سے کہ یہ ستمگر — ہے میری رگِ جگر کو نشتر

ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا — پتلا ہے یہ آدمی بلا کا

تو قید سے اسکی آبرو لے — جسمین یہ عزیز چاہ بھولے

زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال — چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال

تن کھٹکے جو بال ہو تو جانون — یہ ماہ ہلال ہو تو جانون

وہ دیو چلا تفنگ کی طرح — دوڑا شیشے پہ زنگ کی طرح

دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے — سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے

اک دشت نظر پڑا جنون خیز — مثلِ دلِ قیس وحشت انگیز

بالو وہ کہ بھاڑ سرد ہو جائے — ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جائے

دھوپ ایسی کڑی نہ دہر مین ہو — اوس سے تپ لازمی زمین کو

سرد اوس سے ہو گرمی جوانی — تلوار کی آنچ ٹھہرے پانی

وسعت سے خیال کو ندامت — چھوٹا کہین دامنِ قیامت

وان موجِ ہوا تھی تیغ آہن — وان نقشِ قدم تھا چشمِ دشمن

وان شاخِ شجر تھی مارِ خونخوار — وان برگ تھا شاخ مین کمرمال

اوس دشت مین ایک قیدخانہ — تھا مرغِ جنون کا آشیانہ

وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر — چشمِ آہو تھا حلقۂ در

ظلمت سے شبِ فراق ڈر جائے — عاشق کی نظر سے زلف اوتر جائے

تنگی سے دلِ بخیل ہو تنگ — فق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

گنتا وہان کون آدمی کو / سائے سے جنون ہو پری کو

بیکس نے وہ قید خانہ پایا / برجِ عقرب مین چاند آیا

تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب / یوسف تھا میانِ چشمِ یعقوب

یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا / زندہ در گور تھا وہ گویا

کھانے کو جو پوچھیئے تو غم تھا / آنے جانے کو پاس دم تھا

بند آنکھ جو ڈر سے کی نہ کھولی / زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی

وہ مجلس گرم اور وہ بیتاب / آتشکدے مین تھی جلے سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادۂ جور ہے زمانا / ساقی کوئی جامِ بادہ لانا

دل کشمکشِ بلا سے چھوٹے / قفلِ در تو یہ آج ٹوٹے

شہزادہ اسیرِ دامِ صیاد / لشکرِ دشتِ جنون مین برباد

بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے / آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے

چھوٹا تھا جو نورِ چشم کا ساتھ / پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ

بولے بچھڑا حبیب افسوس / افسوس ہے اے نصیب افسوس

ہاتھون مین نہین زبان اب تو / عضا مین نہین ہے جان اب تو

خود ہمکو وہ چھوڑتا بھلا کب / بو باغ سے نکلے بے ہوا کب

دریا سے گہر نہ آپ نکلے / پتھر سے شرر نہ آپ نکلے

اے حضرتِ بخت کیا یہ شر ہے / بابان قدم آپ کا کدھر ہے

سیدھا رہا ہم سے شام تک تو
ٹیڑھا ہوا شب کو اے فلک تو

ایسی آنکھوں پہ نیند چھائی
پھیرے والے کو موت آئی

غفلت میں یہ داغ دے گیا چور
کاجل آنکھوں سے لے گیا چور

تھا گشت میں شب کو اوقمر تو
اندھیر ہوا رہا کدھر تو

آنکھیں کھولے ہوئے تھے تارے
دیکھا تو کیے نہ کیوں اشارے

یہ سچ ہے ہوا نہیں تھی شبکو
تھی چاندنی یا نہیں تھی شبکو

اندھی ہوئی ہائے شمعِ روشن
سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن

ماتا پردے گھرے پڑے تھے
خیمے کے ستون تو کھڑے تھے

پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید
کس ابر میں ہے نہان وہ خورشید

اختر کہ فراق سے تھا غمناک
آنسو کی طرح گرا سرِ خاک

غفلت ہوئی پردۂ رخِ ہوش
قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش

طالع سے تھی ایک شکل باہم
امید کی صورتِ مجسم

سوتے میں نصیب اوسکے جاگے
دیکھا کہ خضر کھڑے ہیں آگے

چونکا تو نگاہ میں تھی صورت
پیش آئی تلاش کی ضرورت

نالہ سا چلا اثر کا جویا
پتلی سا پھرا نظر کا جویا

اوس دشت میں ایک باغ پایا
مانندِ نسیم اندر آیا

اشجار ادھر ادھر کھڑے تھے
زہاد نماز پر کھڑے تھے

بلبل کی صدا کا پاک انداز
تکبیر کی آرہی تھی آواز

خوشے میں نہ تھے چمن کے انگور
سبحہ نکلا تھا بن کے انگور

دیکھا درویش اک کہن سال | انسان صورت فرشتہ تمثال
باتین بحرِ کرم کی لہرین | آنکھین آب وفا کی نہرین
پیشانیِ صاف روح مومن | روئے شفاف عید کا دن
یون لوثِ جہان سے قلب تھا صاف | جسطرح ہو خانۂ خدا پاک
چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی | اک نور کی نہر موجزن تھی
قدمون پہ گرا برنگِ سایہ | بولا یا شاہِ عرش پایہ
اُفتادہ سے آپڑی ہے سختی | روشن ہے ہماری تیرہ بختی
کس مُنہ سے کہے غلام حضرت | تسبیح ہے بے امام حضرت
لشکر بر بادشاہ گم ہے | گردش مین نجوم ماہ گم ہے
ہم کیا سوئے نصیب سویا | پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا
بے شبہہ ہی بیخودی کی شے نیند | یہ سچ ہی کہ نصف موت ہے نیند
ہم سوئے تو شب کو چور آکے | شہزادے کو لے گیا اُڑا کے
سرمایۂ عیش تھا کبھی سر | اب دوش پہ بار ہے یہی سر
قسمت نے اجل سے گھاٹ اوتارا | بحرِ غم کا نہین کنارا
بولا وہ خدا خدا کرو جی | اپنے مولا پہ من دھرو جی
پردہ کبتک حجاب کبتک | ڈوبا رہے آفتاب کبتک
کی پڑھ کے اِدھر اودھر جو چھو چھیا | دیوون کی طلب تھی آ[illegible] پوچھا
شہزادے کو کون لے گیا ہے | اس دشت مین یہ ستم نیا ہے
اتنی نہین جان آدمی کی | ہے راہزنی کسی پری کی

بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب
وہ نور بنا ہے کس نظر کا
یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح
زناٹے سے جارہے تھے ہمگیر
اوڑتے پھرے صورتِ خبر وہ
دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت
رستے رستے کو دیکھا بھالا
باغون مین لگائی تاک جاکر
ہر گوشے کو جھانکتے تھے جویا
کانون مین پڑی بشر کی آواز
یان نقش زمین کے نقشِ افسون
نالے دل کے شجر یہان کے
دم لے کے سُنا کہ کوئی مضطر
بجلی سی گری برابر اوسکے
آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
آیا نظر ایک قید خانہ
تنگی وہ کہ چشمِ مور کہیئے
رستا نہ ملے ہوا کو اوس مین
گھر گھر کبھی رات ہی کبھی دن

بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا
تیزی سے چلے تفنگ کیطرح
جسطرح کڑی کمان سے تیر
آندھی سے گئے ادھر اودھر وہ
کرتے رہے صورتِ ہوا گشت
کوچے کوچے کو چھان ڈالا
غنچون مین گئے ہوا بچا کر
خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا
سُن ہو گئے وہ کہ ہے یہ کیا راز
یان دشت کے خار تشنۂ خون
چھالے دل کے ثمر یہان کے
سرگرم ہے آہِ آتشین پر
جلتے جلتے بچے پر اوسکے
شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے
یا طائرِ غم کا آشیانہ
ظلمت ایسی کہ گور کہیئے
ہو خوفِ بلا بلا کو اوس مین
وان رات سے دن نہو کسی دن

دیکھی وہاں ایک شکلِ زیبا
حیرت زدہ مثلِ نقشِ دیبا

تھا وہ یوسف میانِ زندان
یا تھا ظلمت مین آبِ حیوان

دیکھا کہ ہے دیو حاجبِ نور
قلقل ہے نگاہبانِ کافور

کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی
من سانپ سے چھین لینی ٹھانی

سیدھے مثلِ قیاس پہونچے
سیارے قمر کے پاس پہونچے

دیکھا حالت نہین ہے تن مین
گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین

گیسو فصلِ خزان کا سنبل
چہرہ جیسے چراغ کا گل

پوچھا کہ اُٹھائی یہ کڑی کیون
افتاد تمھارے سر پڑی کیون

شمعِ ویرانہ کیون بنے تم
جنگل کا خزانہ کیون بنے تم

جھجکا۔ ٹھٹھرایا۔ ڈر کے رویا
گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا

بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم
رہزن نہین خضرِ راہ ہین ہم

مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو
پوچھین تو کہو ہمین تو مانو

بولا۔ اک قیدیِ ستم ہون
لیکن شہزادۂ عجم ہون

گُل ہون گو رنگ و بو نہین ہے
دُر ہون گو آبرو نہین ہے

الفت مین ہوا تھا خانہ برباد
غفلت مین ہوا ہین صیدِ صیاد

سایہ ڈالا پری نے مجھ پر
قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر

لشکر سے اٹھا کے لے اڑی دور
آنکھون سے نکال لائی وہ نور

مجبور ہون جبرِ مشتری سے
انسان ہون دب گیا پری سے

خواہش پہ ہوئی جو کر کے ضد گرم
رنگ بدلے خجل ہوئی وہ بے شرم

مانوں نہ وہ لاکھ ہو کشیدہ — بندہ نہیں اُسکا زر خریدہ

خار اوسکو ہوا جو سبھی باغی — کی باؤلی ہو کے بد دماغی

آنکھیں جو نکالیں تاؤ کھا کے — غول آئے مری نظر کے آگے

کھٹکا جو میں چشم مشتری میں — ڈالا کاجل کی کوٹھری میں

ظلمت سے ہے ادھر بھی اور ادھر بھی — میں بھی قیدی مری نظر بھی

ہنسنے لگے کھلکھلا کے جویا — غنچوں سے ہوے وہ پھول گویا

کچھ وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا — پوچھا پاچھا سُنا سُنایا

بولے وہ اُٹھو اوٹھا وہ مضطر — بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر

دیکھا تو ہے قیدیِ سلاسل — زلفوں میں پھنسا ہو جسطرح دل

کی پاؤں سے اوسکے دور زنجیر — توڑا وہ طلسمِ پیچ تقدیر

آرام سے جی کے ساتھ لائے — قرآں سا ہاتھوں ہاتھ لائے

درویش نے گود میں بٹھایا — نقطہ تھا وہ دائرے میں آیا

پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا — کون ایسی ہے دشمن کہ دیس چھوٹا

کی عرض کہ چھیڑیئے نہ یہ راگ — دیمک ہے جو گاؤں تو لگے آگ

سنگت والے الگ ہوئے ہیں — اب صورت نے فغاں ہوں اور میں

کم بخت ہوں بے نصیب ہوں میں — بیکس ہوں میں غریب ہوں میں

کہدی آخر بری کی چوری — دل کھول کے طوطی سینہ زوری

میوے دیئے کھانے کو کہا کھاؤ — چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ

چلنے کو اُٹھا تو پہلے رُک کر — تسلیم اوسے کی ادب سے جھک کر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ
گردون کیطرف روان ہوا ماہ

اختر نے کہا کہو کہان تھے
بولا وہ پری کے میہمان تھے

یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا
برق و باران سے تھے ساتھ گویا

پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ واللہ
فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ

زندان مین کہ زندہ گور مین تھا
پتلی تھا کہ چشم مور مین تھا

سقف اور زمین سے تھا بلا مین
دانہ سا دبا تھا آسیا مین

زنجیر کی وہ کڑی اوٹھائی
کاکل بھولا نہ یاد آئی

ہر دم ظلمت کا سامنا تھا
اپنی قسمت کا سامنا تھا

تاریک مکان اور در بند
آنکھون مین نگاہ تھی نظر بند

حسرت تھی کہ پھر جہان دیکھون
یا کم سے کم آسمان دیکھون

وہ عشق وہ گفتگو پری کی
وہ جوشش وہ آرزو پری کی

وہ وصل پر اوس پری کا اصرار
اصرار پری پر اپنا انکار

انکار سے قید مین وہ جانا
دیوون کا وہ قید سے چھڑانا

صدمہ کہا اوس سے جسقدر تھا
تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا

تھے چشم براہ اہلِ لشکر
ہر آنکھ کھلی تھی صورتِ در

آئے جو نظر یہ اختر و ماہ
پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ

ہمدرد تھے بے حواس شب کے
آتے ہی حواس آئے سب کے

غنچے مین برنگِ گل کھلا وہ
ہر ایک سے مثلِ دل ملا وہ

یون چوم رہے تھے سب قدم کو
جسطرح سے برہمن صنم کو

آرام طلب تھا وہ تھکن سے
خلوت کو سدھارا انجمن سے

تنہائی ملی تو پڑ کے سویا
تھا بخت وہ مشتری کا گویا

رہائی کی خبر پا کے مشتری کا گھبرانا۔ ماں کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

جمنے پہ جنون کا رنگ ہے آج
ساقی مری عقل دنگ ہے آج

وحشت جو کہین زیادہ ہو جائے
زنجیر پہ موجِ بادہ ہو جائے

جو دیو تھا پاسبانِ زندان
گھبرا کے اٹھا وہ مثلِ طوفان

بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت
پرّان ہوا رنگِ رو کی صورت

دیوانہ پری کے پاس آیا
تن صورتِ بید تھرتھرایا

پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم
تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم

بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر
بولی کہ یہ کیون کہا مقدّر

زندان مین جوان اب نہین ہے
قالب تو ہے جان اب نہین ہے

دیوون کا وہ جستجو مین آنا
قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا

چکرا کے دکھایا بخت کا پھیر
روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر

لائی وہ خیالِ نامرادی
اور آتشِ عشق کو ہوا دی

تلوار تھی مانگ سر کی سر کو
کانٹا تھی نگاہ چشمِ تر کو

دیدے جو ہوے تھے قہر سے لال
مردم کا تھا آگ مین برُا حال

مُنھ فق تھا ڈرا ہوا غضب سے
لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے

غصّہ کیا ہوگا اس سے بڑھکر
اپنے جامے سے تھی وہ باہر

چھایا ہوا صحنِ باغ مین غم — جس پیڑ کو دیکھو نخلِ ماتم
بلبل کی صدا تھی صورتِ تیر — چلتی تھی ہوا برنگِ شمشیر
جاری تھا عرق بترآب جو تھا — اک آبلہ ہر حباب جو تھا
غنچے دلتنگ گل پریشان — نرگس کو جو دیکھیے تو حیران
جو نخل تھا چپ کھڑا تھا ڈر سے — سایہ غش مین پڑا تھا ڈر سے
کہتی تھی نگاہ سبزہ گیلا ہے — کانٹے کوئی بچھا گیا ہے
چکر مین تھی اِس طرح وہ بیکس — پڑ جائے بھنور مین جس طرح خس
کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور — ہے سخت زمین آسمان دور
مین آئی کہن مین۔ چاند چھوٹا — اُن دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا
ناچ انکو نچاؤن تو پری ہون — دنیا سے اوڑا ؤن تو پری ہون
آئے جو نظر جنون کے انداز — سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز
الجھن کو بڑھا نہ مثلِ کاکل — پڑ جائے نہ کوئی پیچ او گل
اُمید پری بشر سے ہے خام — پانی نہ کرے شراب کا کام
چاہے نہ ہما مگس کی صحبت — آتش سے بنے نہ خس کی صحبت
خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے — مہتاب کو شمع نور کیا دے
بدنام جہان مین جو تو ہو — مانندِ نگین سیاہ رو ہو
اپنون پہ گران ہو بار ہو جلے — کھٹکے آنکھون مین خار ہو کے جالے
رشتے والے الگ ہون کٹ کے — جو پاس ہین بیٹھین دور ہٹ کے
جو چلے ہے نبے وہ دم کا ساتھی — لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

بھولے ظلمت مین آنکھ کا نور — پتے ہون خزان مین پیڑ سے دو

مانندِ چراغ اب نہ جل تو — جوبن سے نہ مثلِ شمع ڈھل تو

تو بگڑے تو جلے قدر جانی — نشہ نہ رہے تو مر ہے پانی

دھبا جو لگے تو ناک کٹ جائے — داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے

بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو — اب داغ نہ دو چلو ہوا ہو

سودا سے متے لیا تھین کیا — مال اپنا تھا دل دیا تھین کیا

مین بن چکی بس بگاڑ ناحق — ناساز سے چھیڑ چھاڑ ناحق

کیون بکتی ہو بیجا سنو گی کیا ہو — مین چاہ مین باؤلی ہون یا تم

پیتا سی زبان اور کڑے بول — چھوٹا سا تو منھ بڑے بڑے بول

بالا رہی بات اب ٹلو بس — گھر گونج اٹھا چلو چلو بس

مین جان سے جاتی ہون بہانا — تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا

دیوانی تھی سہتی کیا کڑی وہ — بالون کی طرح الجھ پڑی وہ

لیٹی تو گری خمار لے کر — چونکی تو اٹھی غبار لیکر

تڑپی تو چمک گئی کسی سمت — نکلی تو بھٹک گئی کسی سمت

غصے سے ہوئے جو لال دونون — انگارے سے دہکے گال دونون

سمجھانے جو آئین سمجھین مطلب — سن ہو گئین سنسنا گئین سب

تنگ آیا جو پایا اسکو بے ننگ — گھبرا کے اڑین وہ صورت رنگ

مانند ہوا چلین وہان سے — جا کر ملین مشتری کی مان سے

پھرے اُترے ہوئے تھے سب کے — جیسے بیمار جان بلب سنکے

بولی وہ کہ ہوش مین خلل کیون — اس عیش مین رنج بے محل کیون

بولین یہ کہ عیش اب کہان ہے — آرام نصیب دشمنان ہے

دم ناک مین ہے کہین نکلجاے — عزت گئی ناک کٹ گئی ہاے

انسان کی جا وہ ہے پری کو — یوسف ہے عزیز مشتری کو

شب کے لانے کی گھات کہدی — کھلکر پردے کی بات کہدی

یہ سُنکے چلی وہ جانب باغ — ملتے تھے یہ شکن کلیجے مین داغ

تلوون سے لگی تھی جلتی آئی — انگارے وہان اُگلتی آئی

دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا — پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ

وہ پیچ نہ زلف مین نہ وہ خم — وہ جان نہ جسم مین نہ وہ دم

ملے تپ غم کے لب ہوے خشک — تر تھے عنّاب اب ہوے خشک

گالون پہ جو چھائی ہے اوداسی — دو پھول تو ہین مگر ہین باسی

حیرت زدہ سے نظر ملا کر — کہنے لگی آئنہ دکھا کر

تو اور ہے یا وہی پری ہے — کس منھ سے کہون کہ مشتری ہے

چپ ہے گویا ہے بید ہین تو — دی جان خدا نے بت نہ بن تو

کیون عشقِ بشر مین کھاتی ہے داغ — گل شمع کا کب ہے قابل باغ

تو مہر وہ ذرّہ لاگ کیسی — تو مہ کو بڑھی یہ آگ کیسی

ہین یہ ترے کھیل کود کے دن — آتے نہین ہاتھ پھر گئے دن

مٹی نہ کر آبرو کو جانی — اندھا ہے کنوان جو ہو نہ پانی

کیون چاہ مین گر کے رو رہی ہے — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

گھر بار بھی بھولی مشتری تو / کیا باغ کے ہاتھ پک گئی تو

بے فصل اس باغ مین ہی کیا کام / شاخین نکلین گی ہو گی بدنام

شرمائی وہ سُنکے پندِ مادر / ڈالی اشکون سے منھ پہ چادر

کہنے لگی بات کیا ہے دم لُو / مین کچھ نہین جانتی قسم لُو

آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا / دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا

اس باغ مین کوئی گُل جو کِھلتا / پتّی کا پتا ضرور ملتا

نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی / سوسن کی زبان چپ نہ رہتی

بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول / گلبرگ اپنی زبان تو کھول

آنکھون سے عیان ہی سُرخی تھر / بو یا کسی لب کی گانٹھ نے زہر

سمجھون تو کہ ہے یہ کیا شگوفہ / کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ

بولی گھر چل کہا کہ کیا عُذر / سایہ بھی کہ ساتھ تھی بلا عذر

رنگت کی روش اڑی ہوائی / دولت کی مثال گھر مین آئی

پوشیدہ خیالِ یار منظور / ہو رشتۂ شمع جیسے مستور

سرخی رنگت کی تپ نے کی گرد / گیندے کی طرح وہ ہو گئی زرد

سوچی کہ سکوت اب کہان تک / حرف آئے نہ بے کہے زبان تک

پیاسا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھے / بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھے

سب حسن مرا شباب تک ہے / یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہی

جاتی رہی یہ بہار تو کیا / بے فصل ملا نگار تو کیا

تھی بدلے ہوا کے آگ گھر مین / بھیجا لگا پکنے ظرف سر مین

آخر پنہان نظر کی صورت
گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت

کب صرفِ دل و جگر سے تھے کمزور
اِنسے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور

ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی
پانو مین چلت پھرت نہین تھی

قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے
بل کھاکے کہا کمر نے رکیے

مان نے جو سُنا تو مثلِ صرصر
دوڑی پئے جستجوئے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے
سورج میرا غبار مین ہے

گرمی اوسے غصے کی جتائی
رستے کا چراغ گھر مین لائی

وحشت زدہ کو پنھائی بیڑی
منت پوری ہوئی جنون کی

پریان گھیرے ہوے نگہبان
گرد آنکھ کے جیسے موے مژگان

بحر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحرِ غم مین ساقی
بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی

اب تو چلے پارِ کشتیِ مے
بیڑا کرے پار کشتیِ مے

وہ ریگِ روانِ وادیِ غم
وہ رہروِ شوق ماہِ عالم

چھوٹا جو گہن سے صورتِ ماہ
شب ہو گئی پردۂ رخِ راہ

آتا نہ تھا شب کو یون اوسے چین
دل زلف مین جسطرح ہو بیچین

بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
تھی آب پہ موجِ آب کی شکل

ڈرتا تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے
یہ [illegible] نہ کھاجائے

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی
جب مہر سپہر سے نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب
دن بھر رہا گرم رو زمین پر
دن گھٹ کے قریب آئی جب شام
پانی کہتا تھا اب ڈبویا
وہ جوش شباب جس سے شرمائے
ظاہر کردے بھنور کی گردش
پھیرے ہر موج کی روانی
سورج جو ہوا نظر سے مستور
ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد
جاری رہے اشک نہر کیطرح
جب غرق ہوا سفینۂ ماہ
کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا
تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ
کف دیکھ کے بحر کے لبون پر
دریا ہوا جاری روتے روتے
مجبور پڑا بلا سے پالا

تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
چھوٹی رخ ماہ پر ہوائی
گردون سے وہ مثل مہر نکلا
آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
جسطرح فلک پہ شاہ خاور
اک بحر رواں سے پڑ گیا کام
تھا قول حباب دم مین کھویا
داماں سحر سے پاٹ بڑھ چلے
قسمت کی فلک کی سر کی گردش
تلوار کی آبرو پہ پانی
ظلمت ہوئی زلف چہرۂ نور
جلیسے حیرت سے لب پہ فریاد
بے چین رہا وہ لہر کیطرح
طوفان کیطرح اوٹھا وہ ذیجاہ
چکر مین بھنور کی طرح آیا
ہو سنگ سے آب آب سے سنگ
دل کو ہوا جوشش قہر کا ڈر
دیدے ہوئے بحر غم کے سوتے
گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

پانی نے کیا گران قدم کو — موجین ہوئین بیڑیان قدم کو
کف صید پہ جال لے کے آیا — گرداب نے طوق لا کے پہنایا
چشمون نے نہ کی نظر کہ ہے کیا — سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا
قسمت نے بشر سے بت بنایا — اللہ اوس وقت یاد آیا
غوطے مین وہ آگیا کہ کیا ہے — پانی پتھر یہ کیا بلا ہے
تن غرق بصورت گہر تھا — ظاہر مثل حباب سر تھا
مجبور نصیب نے کیا حیف — پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس مین دم تھا نکالتا کون — پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بلکہ سوتین تھین — گویا پتھر کی مورتین تھین
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا — جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی — یا جبہۂ صاف پارسا تھی
یا نور رخ حبیب کہیے — یا خندۂ خوش نصیب کہیے
شہزادے کو پا کے سخت دل تنگ — پانی پانی ہوا دل سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی — مجبور مین آگئی روانی
طے منزل آب کر کے نکلا — آخر اوس پار اتر کے نکلا
سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو — پانی کی روش چلو روان ہو
ہمت نہ گھٹے کہ بحر بڑھ کر — آ جائے نہ فوج موج چڑھ کر
اہل لشکر تھے بے خور و خواب — گر رک گئے مثل تیغ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہین پر — سبزے کی روش جمے زمین پر

گھیرے ہوے تھی تھکن جو سبکو | سستائے برنگ مہر شبکو

پھر نوشکے پیچھے ماہ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا کھانا پری کی لگاوٹ شہزادیکی رخصت پر ہٹ جادو سے طوطا بنا کر شہزادے کو قفس مین ڈال دینا۔ دوسری پری کا قید سے نکالدینا۔ قید کرنیوالی کی بیچینی اور جستجو غضب کے ساتھ یاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر | پھر ٹوٹ گیا ہے شیشۂ صبر
پھر کھول در شراب جانانہ | بھر کشتی بادہ کر روانہ
جب لیلی شب نے منھ چھپایا | سر کھول کے قیس مہر آیا
سوئے ہوے رات بھر کے جاگے | ہمت بولی کہ بڑھیئے آگے
دل بڑھنے کی دہن مین کم نہین تھا | دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا
اپنے سے بڑھ کر نگاہ مغرور | سب سے آگے تھی چشم بد دور
القصہ بڑھا وہ غیرت ماہ | ساتھی مثل نجوم ہمراہ
آئی گل مہر پر جو زردی | اک دشت نے راہ کھوٹی کر دی
اوس دشت بلا مین موج صرصر | تھی طائر ہوش کے لیے پر
گرد اوسکی غبار طبع ناشاد | بیلون سے زمین پہ دام صیاد
سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار | جو پائے نظر مین چبھ کے ہوا پار
دوزخ کا شرر وہان کا ہر گل | دوزخ کا دھوان وہان کا سنبل

کنکر جو کوئی سر زمین تھا
وہ دل کی گرہ سے کم نہین تھا

آئے کانٹے کو دیکھکر یاد
موئے مژگانِ چشمِ جلاد

تھا گرمِ سفر وہ صورتِ بو
دیکھے اُستنے مین چند آہو

مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت
جسطرح نگاہ وقتِ گلگشت

یہ اُنپہ چلا خدنگ کی طرح
وحشت سے اوڑے وہ رنگ کیطرح

کچھ خاک نہ جز غبار پایا
صدمہ عوض شکار پایا

لشکر چھوٹا انیس چھوٹے
ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے

بس ہمنفس ایک اُسکا دم تھا
سایہ کم و بیش ہمقدم تھا

جنگل مین مثالِ ریگ ماہی
وہ خاک بسر ہوا جو راہی

تقدیر نے تازہ گل کھلایا
اک باغ مین جاتے جاتے آیا

وہ باغ کہ جنت اُسکی کیاری
آبِ جاری کہ فیضِ جاری

سنبل اُلجھے تو زلف کہلائے
سیدھی پٹری سے مانگ ہوجائے

برگِ گلِ تر جو لب ہلاوے
بیجان ہزار کو جلاوے

خوش قد بوٹون پہ قد کو وارین
نرگس سے لڑین تو آنکھین ہارین

سبزے سے خضر کا رنگ ہو زرد
انگارے ہون گل کے سامنے سرد

نرگس کھولے اگر زبان کو
معشوق زبان دراز چپ ہو

بوئے یوسف شمیمِ گلشن
زاہد کا نفس نسیمِ گلشن

چشمہ پر تو کسی جبین کا
بنگلا گھونگھٹ کسی حسین کا

شاخین جو ہوا سے ہل رہی ہین
مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا | تھے انگلیون کے اشارے پیدا
سوسن بولی کہ آئے آئے | گل مارے خوشی کے کھلکھلائے
پھر سر سے جھکے برائے تسلیم | کی اٹھ کے حباب جو نے تعظیم
شمشاد تھا سرو قد ادب سے | گرداب تھا رقص مین طرب سے
کلیون نے بلائین لین چٹک کر | فوارون نے در کیئے نچھاور
گلگشت مین اک پری جہان تھی | گلشن مین برنگ جو روان تھی
آنکھون مین کھبی تھی باغ کی دوب | چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب
چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے | نیرنگ نیا فسون نیا ہے
یان دار ہے ہر شجر بشر کو | یان بار ہے ہر ثمر جگر کو
پتا پتا ہے داغ سینہ | کانٹا کانٹا نگاہ کینہ
مشکل ہے خیال کی رسائی | قسمت اسے کس روش سے لائی
پوچھا جو مزاج کو کہا خیر | پوچھا سبب آنے کا کہا سیر
بو فتنے کی آئی اس چمن سے | ہوش اڑ گئے مثل مرغ سن سے
کانپا سہما ہٹا ڈرا وہ | پھرنے کے لیے مڑا ذرا وہ
بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون | تم رک گئے صورت قدم کیون
آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین | پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین
زلفین جو بڑھین کہ مشکین کسلین | جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین
برگشتہ جو مثل بخت پایا | قدمون پہ گری وہ جیسے سایا
بولا یہ جھجک کے آئین یہ کیا ہے | بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری
تم نے ہان ہان تمھین نے واللہ — دیکھا دیکھی مکر سے تے ہو واہ
زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ
ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو
روٹھا تو لگاوٹون پہ لائی — بگڑا تو بناوٹون پہ آئی
سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل — اوکھڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل
پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل — ٹوٹا امید کی طرح دل
دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ — سیارہ تھا قطب ہو گیا وہ
پھولا گل آفتاب جسدم — نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم
سودا فردوس کا تھا سر مین — دوزخ مین تھا یا پری کے گھر مین
رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب — بولی تو جان مین ہون قالب
مین جان سے جاؤن تو اگر جائے — سر جلے تو ہان یہ درد سر جائے
دل رخ نہین سر نہین پھرے کیون — کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون
تو خاک الفت کا حال سمجھا — کچے دھاگے کا جال سمجھا
سن کھول کے کان میرا کہنا — کہتی ہون کہ مان میرا کہنا
دونون مین کٹھن معاملہ تھا — ضد سے ضد کا مقابلہ تھا
ہٹ اسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ — جی اوسکا جلا تو ہو گئی آگ
بحر افسون مین دیکے غوطا — انسان کو کیا پری نے طوطا
تھا پہلے حسین آدمی زاد — طوطا جو بنا بنا پری زاد

منقار سے لعل خون کھاتا — فیروزہ پرون سے داغ پاتا
رنگین سخنی سے پھول جھڑتے — غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے
آنکھون سے لہو کا رنگ روشن — سرمایہ جنون کا طوق گردن
کچھ بازوؤن پر جو لال پر تھے — داغ سوزِ دل و جگر تھے
لائی قسمت فسون کے بس مین — فیروزہ تھا خاتمِ قفس مین
تھا اتنا جنون زدہ بدن سب — ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب
تن طائرِ روح کو قفس تھا — کانٹا تھا کہ جسم مین نفس تھا
منقار کو کھول کر دکھاتا — انگارے کے ٹوٹنے کا نقشا
اپنی بیتی جو سوچتا وہ — اپنے پر آپ نوچتا وہ
اوس مصر مین اور اک پری تھی — یوسف کی رہائی چاہتی تھی
ہرچند پری تھی نرم تھا دل — تھا آگ کا جسم موم کا دل
موقع کی جو ایک رات پائی — اوسنے مطلب کی گھات پائی
توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا — آزاد ہوا اسیر چھوٹا
بوٹے سے بنا جو سروِ آزاد — لشکر کو چلا وہ خانہ برباد
چھوٹے ہوے قالبے مین آیا — پھوٹی آنکھون نے نور پایا
گردن سے بلائے شب جو ٹالی — چونکی طوطا پڑھانے والی
طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور — سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور
طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا — دل بھی دستِ ہوس بھی ٹوٹا
کالی آنکھین لہو نے کین لال — انگارے ہوے وہ پھول سے گال

چہرہ کندن سا تمتمایا الماس سے لعل کو دبایا

طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ

او سرو چمن ادھر تو آ تو طوطا مرا کیا ہوا بتا تو

او سوسن باغ تو بیان کر او چاندنی راز تو عیان کر

بتلا تو شمیم تو کہان تھی سچ کہدے نسیم تو کہان تھی

برگ گل لالہ تو ہی لب کھول کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی تباہی اندھے ہوے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا چھوٹے منھ سے یہ در نہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب کس خوف سے ڈر گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھا کر باندھا پردون کو جھلپا کر

ناخون پہ اوٹھائی بھونکی تلوار نرگس کو دکھائی چشم خونخوار

سنبل کو کیا اسیر زنجیر بو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اک کنارے مہندی کو ملا جلن کے مارے

نیچے پڑی اسقدر پھلون کے پک پک گئے بس جگر پھلون کے

باد سحری نے دم بھرا سرد چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جوے گلشن جاتی ہے اب آبروے گلشن

مہندی ٹٹی کی آڑ مین تھی نکہت پتّی کی آڑ مین تھی

رقت سے تھی چشم حوض پرنم غیرت سے تھی آب آب شبنم

چپ مرغ تھے خوف سے غضب کے طوطے سے اوڑے ہوئے تھے سب کے

حیرت تھی عیان شجر شجر سے
تھرائی تھی شاخ شاخ ڈر سے

بوٹے بوٹے نے داغ کھایا
پتے پتے کو لرزہ آیا

رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا
جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا

برہم مثل مزاج ہو کے
بکنے لگی باؤلی سی رو کے

طوطا صیاد نے اوڑایا
چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا

پھرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے
کلنٹے رستے ہی مین پڑے تھے

سوسن کی زبان کیا تھی بے حس
کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرگس

کیا باغ مین سو رہا تھا سویا
کلیان نادان ہی تھین گویا

شاخون نے نہ برچھیان لگائین
پتون نے نہ تالیان بجائین

پھیلائے ہوئے تھین جال بیلین
چلنے دیتین نہ چال بیلین

غنچون کو حجاب کی پڑی تھی
اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی

کام آیا نہ خاک دام سنبل
مٹ جائے بلا سے نام سنبل

پکڑا کسی خار نے نہ دامان
زنجیر بنا نہ عشق پیچان

سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی
شاید اسوقت دشت مین تھی

تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک
آنکھون مین پڑی نہ اوڑ کے او خاک

تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا
کانٹا بھی تو پانون مین نہ کھٹکا

کس سوچ مین تھے یہ سر جھکائے
کیا کوئی ان پھلون کو کھائے

انگور تو مے پرست ٹھہرے
کیا ان سے کہون یہ مست ٹھہرے

لب کھول کے حوض کیون نہ بولا
فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
طوقِ گردن ہوا نہ گرداب

غافل رہے سب حباب جھکے
کیا تھے نہ شریک آبرو کے

سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا
بیلا ہی گلے کا ہار ہوتا

قمری کو گلو سے ٹوک دیتی
انگور کی ٹٹی روک لیتی

مہندی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن
رنگت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن

آگاہ مجھے یہ مور کرتے
سر پر چلاتے شور کرتے

آنے والی نسیم ہے بس
جلنے والی شمیم ہے بس

ہے لوث سے پاک اسکا دامن
پکڑے کوئی خاک اسکا دامن

غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین
کانٹون کا جو نام لون تو کھٹکین

پھولون کو جو ٹوکون منھ پھلائین
چڑیون سے جو بولون تو چہچہائین

پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو
مہندی ہی کا چور ہو تو ہان ہو

کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلے گا
گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا

نارنج لگاکے سچ جھیلا
تقدیر سے کچھ پھلا نہ پھیلا

آئے نہ شریفے میرے کچھ کام
ہے ان کا شریفہ نام ہی نام

آگاہ جو بیر سے مین ہوتی
کیون بیر لگا کے کانٹے بوتی

اسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق
پالا پالک کو مینے ناحق

مجھ سے سکھائی مین پڑی مین
پی جاؤن گی اسکا خون ابھی مین

بوٹے ہین یہ دیکھنے کو چھوٹے
جلتے چھرتے ہین اونہے کھوٹے

لالہ گمراہ ہے مین سمجھی
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

امید بھی یہی سے ہے خام — رکھیئے آسیب سیب کا نام
گلشن پہ پڑے الٰہی پالا — لالے کا چمن مین منہ ہو کالا
ہنستے ہین یہ گل تباہ ہو جائین — یہ فالسے روسیاہ ہو جائین
ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی — دنیا مین نہ پائے پھل الٰہی
جڑ پیڑ سے اوجڑے او چمن تو — ہو جائے سفید یاسمن تو
پھل پائین نہ پھل جہان بھر مین — لٹکے رہین چھوڑے شجر مین
سبزے پہ الٰہی اوس پڑ جلے — پامال ہون خار بیل اوجڑ جلے
مٹ جلے حباب بے نشان ہو — یہ نہر چمن روان دوان ہو
پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر — جھاڑو پھر جاے اس روش پر
پھولین پھلین حشر تک نہ پھلیان — دلتنگ رہین ہمیشہ کلیان
ٹھنڈی ہون حوض تو جو گر جلے — پانی تری آبرو پہ پھر جلے
چوسونگی انار کا لہو آج — گیندے کو کرونگی زرد رو آج
کاٹونگی یہ پیڑ جسطرح ساگ — مہتابیون مین لگاونگی آگ
اور تخم بگاڑدونگی تجکو — بس کھود کے گاڑدونگی تجکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج — سنبل ترے نوچ لونگی بال آج
شفتالو تری ناک کاٹ لونگی — لیموں تجھے آج چاٹ لونگی
جامن دنیا مین خوار تو ہو — اللہ کرے سیاہ رو ہو
کچا چرہون کو کھاؤنگی مین — دنیا سے اڑین اڑاونگی مین
ناچین کتنا ہی بن کے طاؤس — ہان نا سبز قدم چمن سے طاؤس

ناچ اوٹتا نچاؤن جتنی گد ہے — دون داغ یہ داغ تو سند ہے

کیا کیا نہ ستم کرون گی واللہ — مفسدی کو قلم کرون گی واللہ

دور او شبنم کہین فنا ہو — کیون آئی نسیم چل ہوا ہو

چھاتی پھٹ جائے تیکری او گل — اللہ کی مار تجھپہ سنبل

قمری کے گلے مین طوق ڈالو — کانٹے یہ کھٹکتے ہین نکالو

تلوارون سے لوٹ لو خزانے — موجون کے لگاؤ تازیانے

پیسون مفسدی کو مین جو بس ہو — تلوون سے ملون جو دسترس ہو

لو کا لگے جھاڑ مین تو خوش ہون — پتے جلین بھاڑ مین تو خوش ہون

شمشاد کی سب اکڑ نکالون — مین باغ سے اس کی جڑ نکالون

اچھا پازیب کیون نہ بولی — کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی

کیا منھ مین بھرے ہوئے تھے گھنگھرو — چپ تھے کہ مرے ہوئے تھے گھنگھرو

مانا کہ کڑے کڑے ہین دل کے — چھڑکے نہ چھڑے جگہ سے ہل کے

آویزے ہلے نہ کس کے ڈر سے — کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے

چھلون کا چلا نہ جوڑا افسوس — توڑے نے کیا نہ توڑا افسوس

بھولا تو داؤ او علی بند — اب سوچ بچاؤ او علی بند

ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی — چھاتی پہ ہی چوٹ دھکدھکی کی

طائر چھپکے سے یون نکل جائے — پھر کول سے سر چڑھے کھل پائے

یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس — دل کیون نہ ہو کنگنون سی مایوس

ایسے مین نہ آئین کام کو پچین — منھ موڑ گئین تمام کو پچین

پالا میرا جو یار رہوتا
دشمن کے گلے کا ہار رہوتا

بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی
چوڑی ہی لپک کے ہاتھ لیتی

سونے والے ہین یا تو بالے
یا ہین بالا بتانے والے

نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر
موتی ہین یتیم کیا کہون خیر

بس ہو بے وفا نہین کسی مین
کانٹا سی چبھی ہر کیل جی مین

مسی کا جمے نہ رنگ الہی
ہو اسکو نصیب روسیاہی

اشجار سے کھینچ کے تن گئی وہ
جالا مکڑی کا بن گئی وہ

بگڑی بوٹون سے داغ کھا کر
روٹھی پھولون سے منھ پھلا کر

ایسی کنگھی سے اوجھی وہ گل
اوجھے شانے سے جیسے کاکل

ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی
طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی

روئی چلائی غل مچایا
سر پر سارا چمن اوٹھایا

سناٹے مین تھے سب اہل گلشن
چپ تھی گونگے کی طرح سوسن

کچھ اتنا ہوا مین سم بھرا تھا
پر آبلہ جسم تاک کا تھا

اوترا صدمے سے چہرۂ گل
چھٹکے ماتم مین موئے سنبل

نرگس ہوئی خوف کھا کے بیمار
کانٹے ہوئے سوکھ سوکھ کر خار

پتا تھا تو زرد ہو گیا تھا
پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا

شبنم قسمت کو رو رہی تھی
گل کا دامن بھگو رہی تھی

موجین لب جو پٹکتی تھین سر
گرداب کی عقل کو تھا چکر

غصہ تھا کہ تھر ڈھا گیا کون
آخر طوطے کو کھا گیا کون

چکرائی اِدھر اُدھر پھری وہ | مایوس ہوئی تو یون گری وہ
آنسو جس طرح چشمِ تر سے | یا جیسے کوئی گرے نظر سے

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹک کے ایک باغ مین جانا۔ گوہر سے ملکر شب کو آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے مرا مزاج ساقی | مے آگ ہے مجکو آج ساقی
شیشہ نہین آبلے سے کچھ کم | ساغر نہین ہے یہ چشمِ پُرنم
قسمت نے وطن سے جب چھوڑایا | سیارہ بن مین ماہِ عالم آیا
آنکھون مین پھر آیا نور جاکر | روح آئی تنون مین دور جاکر
گردش جو رہی تھی صورتِ چاک | منھ تک نہین کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہلِ لشکر | بوٹون کی روش سے جمے زمین پر
شبنم سے تھے بشر بشر کو | جو شب کو گرا وہ اُٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر ہجومِ سیار | تھے صورتِ مہر گرمِ رفتار
وہ دشت تمام لوحِ افسون | سطرِ جادہ مین شر کا مضمون
رخ خاک کا پُرغبار اوسمین | ہر ذرّے کو انتشار اوسمین
کھلتے تھے وہان بگولے چکر | مرغانِ ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے | چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جا بجا گرم | سایہ بھی دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ | ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

تقدیر وہان یہ رنگ لائی — کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت مین گھرے تھے یون وہ ناکام — جیسے کافر کے دل مین اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ — خود گم ہوے سب تو کھو گئی راہ
شہزادہ کہین کہین تھے ساتھی — اوسوقت کی اور ہی ہوا تھی
چکرلے وہ سب جو راہ بھولے — گویا جنگل مین تھے بگولے
آخر بخت سیاہ چمکا — جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا
بے شمع تھے منتشر پتنگے — ٹوٹے سر شمع پھر پتنگے
چھوٹا سا یارون سے اک اختر — آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
سارے جنگل کی خاک اڑائی — شہزادے کی گرد تک نہ پائی
تلوون مین نہ خشک کانٹون کا حال — ہون جیسے برش مین سیکڑون بال
یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم — یا ٹھوکرین کھانے کو تھین یا غم
ہر چند پھرا وہ صورت سر — لیکن اوسکو ملا نہ لشکر
دیکھا وہان پھرتے پھرتے اک باغ — جو دے دل داغدار کو داغ
در صورت دیدہ وا جو پایا — مانند نگاہ اندر آیا
گل تھے عذرا کے گال سے خوب — سنبل لیلی کے بال سے خوب
شیرین تھا ثمر وہان کا — فرہاد شجر وہان کا
اوس باغ مین یہ بہار دیکھی — کوٹھی اک زرنگار دیکھی
کوٹھی تھی کہ قدرت الٰہی — رضوان دربان ملک سپاہی
بند اوسکے درون سے چشم محجوب — پردون سے حجاب ناز محجوب

دیکھیں وہ ستون تو ایسے ثمر آئین
دل کے دل ہی مین نالے رہ جائین

جھک کر اسی رخ کلاہ کیطرح
کوٹھی کو چپلا نگاہ کیطرح

اک شخص تھا زیب مسند زر
اوس شمع سے بزم تھی منوّر

مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا
آئینے کو انجمن مین لایا

رخ گرد سے ابر مین قمر تھا
فانوس کا پردہ شمع پر تھا

روشن چہرے سے بیکسی
چھائی ہوئی بھول پر اوداسی

پرگرد جو زلف پر شکن تھی
کیچل ناگن کا پیرہن تھی

سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد
ہے مثل غبار خانہ برباد

پوچھا کیا نام ہے کہا غیر
پوچھا کیا کام ہے کہا سیر

پوچھا کہ وطن کہا بہت دور
پوچھا کہ طلب کہا کہ مجبور

پھر صورت ابر کر کے نالا
آندھی کا غبار سب نکالا

بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی
بے برگ ہے نخل زندگانی

جگ چھوٹ کے رہ گیا ہون مین فرد
تنہا پھرتا ہون صورت گرد

بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو
بیدل کیون ہو اوداس کیون ہو

دنیا مین ہین نوش و نیش توام
ہے آج اگر خوشی تو کل غم

ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو
راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو

سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا
دانتون مین زبان کو ضرر کیا

آہون کو بس اب ہوا بتاؤ
ہنس بول کے کاٹین وقت آؤ

کیون ایسے فراق سے ہو بیچین
ممکن نہین کیا قران سعدین

اس مہر کا شکر کرکے وہ ماہ
بولا تم خضر ہو مین گمراہ

جو اس مہمان کا میزبان تھا
وہ اوس جنگل کا حکمران تھا

پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل
جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل

لوگون نے جو دیکھے اوسکے جوہر
کہنے لگے آبرو سے گوہر

نیت کہ صفائی مین سحر تھی
آب زمزم سے پاک تر تھی

گل بوے وفا پہ ناز کرتے
آگے دامن دراز کرتے

بولا وہ چمن نشاط کے رنگ
پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ

وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے
وہ نور کہ نور اونپہ صدقے

ناز ایسے کہ ناز آپ حیران
غمزے ایسے کہ غمزہ قربان

پتلی کمرین لچک بھی اوس مین
گورے چہرے چمک بھی اوگین

چھا جاے گھٹا جو بال کھولین
کلیان چٹکین جو منہ سے بولین

کاکل سے بلا چلین سے شمشیر
ابرو سے کمان نگاہ سے تیر

اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئین
موقع پاکر غزل یہ گائین

غزل

سر پھرنے کا چرخ کو گلہ ہے
دل کو نالون کا حوصلہ ہے

ڈنکا ہے یہ شہرت جنون کا
جو سینے پر اپنے آبلہ ہے

چارون جانب کی خاک اوڑاتا
یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے

کب دشت جنون مین ہون اکیلا
ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے

ہاتھ آئیگی زلف ایک دن شوق
باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر | پتھر پڑے گٹکری سے دل پر
توڑے دل مل رہے تھے گویا | سم زہر او گل رہے تھے گویا
بھرتا زخم جگر نہ دیکھا | مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا
کاٹی مشکل سے رات غم کی | قسمت سورج کے ساتھ چمکی
رخصت ہوئی میہمان کی لازم | گوہر ہوا رہبری کو عازم
اختریون ساتھ ساتھ آیا | جس طرح سے ہمقدم ہوسایا
گوہر سا خضر ہوا جو رہبر | سیارون مین آملا وہ اختر
شہزادے کی چارسو نظر تھی | واچشم امید مثل در تھی
دیکھا مہ عید روبرو ہے | شکل امید روبرو ہے
اختر کی طرف وہ ماہ لپکا | پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا
طالع سے ہوئی مراد حاصل | یون ملگئے جسطرح ملین دل
گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا | جوڑا رشتہ برادری کا
اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت | کہنے لگے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسنے دیو نے جادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا

ہاتھون مین سئیے ہوئے پیالے | پھر آئے شراب پینے والے

بھر دے ساقی پیالے بھر دے
اوس نرگسی آنکھوں والے بھر دے

وہ شمع فروز قصر آرام
بند آنکھین کیے تھا مثل بادام

مقراض شعاع مہر نے جب
جیڑ سے کی قطع کاکل شب

معشوقۂ صبح صاف ہنسکر
گردون کے محل سے نکلی باہر

آنکھون نے طلسم خواب توڑا
پلکین کھولین حجاب توڑا

اوہام طلسم لاکھ آئے
ہمت کے قدم نہ ڈگمگائے

دیدے بیاد وکو سمجھے ناچیز
بالون نے کہا بلا ہے کیا چیز

بڑھتے پہ تھے دونون اسقدر لوٹ
دل اور قدم مین چلتی تھی چوٹ

یون ایک طرف چلا وہ بیتاب
پستی پہ رواں ہو جیسے سیلاب

جنگل ایسا گھنا تھا آگے
شب اڑ کے جسکے ڈر کے بھاگے

تھی بیل زمین پہ جال کھولے
کالی دیبی تھی بال کھولے

دھوپ آتی کہین کہین جو چھنکر
پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر

ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال
تعویذ پر تنگی کے جیسے ہو خال

پائے نہ دہن کا راستا [illegible]
گم عقل سے ہو دماغ کی راہ

سب کہتے تھے جان کھو دو آئے
زلفون در کو نہ ہونے آئے

ان جھاڑیون مین ہی رہند گم
زلفین تو ہین مانگ ہے مگر گم

چلتے تھے اٹک اٹک کے سطرح
اوجھے بالون مین شانہ جسطرح

جنگل جو کٹا تو مثل صرصر
اک کوہ دکھائی سب نے تک کر

بے حد اونچا بہت بڑا تھا
رستا روکے ہوئے کھڑا تھا

باتین کرتا تھا آسمان سے
علیسے نظر آتے تھے وہان سے

جی ہار گیا تھا ماہِ عالم
دم پھول کے کہتا تھا کہ لو دم

لیکن دم لیتے خاک راہی
کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی

آگے مثلِ قدم بڑھا وہ
موسیٰ تھا کہ طور پر چڑھا وہ

دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے
جنتِ بالائے آسمان ہے

تا بامِ نگاہِ شوق قاصر
ہموار یہ صورتِ عناصر

چشمِ غلمان کا دریچہ شک تھا
دربان مانندِ مردمک تھا

اندر جانے کا اذن پایا
دیدے مین وہ شکل سا سمایا

اوس برج مین آفتاب تھا ایک
درویشِ فلک جناب تھا ایک

چہرہ قرآن چشم بد دور
داڑھی تفسیر سورۂ نور

آنکھون سے عیان تھا حسن ایجاد
خالق نے کیے تھے منہ پہ خود صاد

گویا ہوا یون وہ شاہِ بےتخت
آتا ہی کدھر سے اوجوان بخت

بولا یہ کہ اک غریب ہو مین
اب کیا کہون بےنصیب ہو مین

بیتاب ہون تاب کی ہوس ہے
ماہی ہون آب کی ہوس ہے

روشن کیا رنگِ تیرہ بختی
نرمی سے بیان کی وہ سختی

اصرار کیا کہ آج تھم کر
مجھ پیر پہ اوجوان کرم کر

سننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر
پہلو مین کمان سے نکل گیا تیر

کھانے کھائے مزے مزے کے
میوے پائے مزے مزے کے

تھا شام سے طالب سحر بخت
چمکا اودھر آفتاب اِدھر بخت

آمادہ ہوا سفر پہ راہی ۔ اوٹھ بیٹھ کے رخصت اوسنے چاہی
چلتی آندھی کا ٹوکنا کیا ۔ بہتے پانی کا روکنا کیا
دریائے کرم کو لہر آئی ۔ کی اوس کشتی کی ناخدائی
اک نقش رقم کیا کہ لے لے ۔ چل یاں سے ہوا ہو رستا لے
دامن رہے لوث سحر سے پاک ۔ دریائے طلسم مین اوڑے خاک
آندھی ہو تو گرد ہو کے رہجائے ۔ آتش ہو تو آب ہو کے بہ جائے
بیدل نہ ہو خوف کیا خطر کیا ۔ دریا کا شناورون کو ڈر کیا
تقدیر کی نارسائی کبتک ۔ پہونچے گی ضرور سائل لب تک
تعویذ لیکے گلے مین ڈالا ۔ خوش ہوکے بڑھا وہ سرو بالا
کچھ دور ہوا جو گرم رفتار ۔ حائل ہوا ایک بحر زخار
تھا جوش مین صورت جوانی ۔ اور آب مین عمر کی روانی
موجین وہ کہ چھپ جائے ابرو ۔ تلوار اپنی چھپائے ابرو
چلتی سر چاک چرخ خضر ۔ سیکھین یہ سب بھنور سے چکر
اک قصر بلند تھا سر آب ۔ دروا تھا بشکل چشم بیخواب
آنکھین کھڑکین کہ ہے نئی سیر ۔ موج آئی کہ دیکھیے بخیر
دریا مین سما کے مثل ماہی ۔ اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی
شکل آغوش در جو وا تھا ۔ پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا
دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور ۔ بوٗ اور یہان کی ہے ہوا اور
چھوٹے چھوٹے قد و پہ بوٹے ۔ وہ نت نئے کھلتے جی کہ چھوٹے

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ ۔ چھایا زنگار کا تھا ہر برگ

کچھ تھا جو ثمر تو بختِ بد تھا ۔ سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا

ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال ۔ چہرہ غصّے سے جیسے ہو لال

بنگلہ لبِ جو حباب کی شکل ۔ دزدیدۂ بے حجاب کی شکل

بنگلے مین تھی ایک حور پیکر ۔ جیسے پتلی کا آنکھ مین گھر

تھی مائلِ خواب شکلِ مخمل ۔ فانوس تھا شمعِ رخ کو آنچل

آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ ۔ نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا ۔ پردہ غیرت کا چھٹ گیا تھا

مانندِ حباب سر اوٹھا کر ۔ بولی کہ کہان پھنسے تم آکر

بھاگو کہ شجر شجر ہے یان دار ۔ بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یان بار

بھاگو کہ ہے خار خار نشتر ۔ بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر

چھو کر کوئی دیکھے ہین کب انگور ۔ انگور ہین زخم کے سب انگور

بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر ۔ بولی وہ کہ ہو نہ سیر مین سیر

بولا یہ کیون وہ بولی اے جان ۔ یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان

شعلے کی لپک سے خس بچے کیا ۔ بنگلے سے بھلا مگس بچے کیا

بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے ۔ تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے

کیون زرد ہو زعفران نہین تم ۔ برگِ فصلِ خزان نہین تم

بولی مین پری ہون نسترن نام ۔ آفت زدہ غم نصیب ناکام

صدمے اس گھر کے سہنے والی ۔ آغوشِ اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن مین ‌ ‌ چونکی تو پڑی تھی اس چمن مین
اک دیو سیاہ تھا سرہانے ‌ ‌ دیکھا دکھلایا جو خدا نے
صورت سے بلا کو ڈر بلا کا ‌ ‌ ہر حلقۂ چشم گھر بلا کا
قد سے سانکھو کا پیڑ اک خار ‌ ‌ دم سے بادِ سموم افعی لہنار
آتا ہے وہ شب کو مثلِ ظلمت ‌ ‌ جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجالِ رم نہین ہے ‌ ‌ لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ قدم بڑھا چل ‌ ‌ بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا ‌ ‌ وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو ‌ ‌ بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری ‌ ‌ بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلے گا ‌ ‌ ٹالے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون ‌ ‌ یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ دیا کہ لے ہوا ہو ‌ ‌ بولی وہ جو دیو لپکے کیا ہو
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے ‌ ‌ پتھر ہو تو موم کر کے چھوڑے
آہو کی طرح وہ کر گئی رم ‌ ‌ نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا ‌ ‌ آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع افسون نے بدل دیا وہ ‌ ‌ چلتا جادو تھا چل دیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی ‌ ‌ کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی ‌ ‌ جادو کدھر اوڑ گیا الٰہی

گھر مین وہ پری نہین عجب ہی
پتلی نہین آنکھ مین غضب ہی

آنے والا سے کہون مین
یا دھوپ ہی یا ہوا ہی دونون

ان پر تو گمان ہی نہین ہے
ان دونون مین جان ہی نہین ہی

ہاتھون سے کبھی تو سر کو تھاما
اف کرکے کبھی جگر کو تھاما

تڑپا تو گرا سر زمین وہ
جان اسکی کہین تھی اور کہین وہ

پوشیدہ ہوا جو مہر روشن
پھیلا ظلمات شب کا دامن

جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل
کی صورت مہر جستجوے منزل

رستے پہ گرا وہ ماہ عالم
گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہ عالم کا دیار محبوب مین آنا خبر باپ کے خسرو کا استقبال کے واسطے جانا۔ راہ مین ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین
کالی کالی گھٹائین چھپائین

شوق مے لالہ فام ہے آج
تو یہ قربان جام ہے آج

جب دن شب کی بغل سے نکلا
سورج اپنے محل سے نکلا

کی دور کثافت تن شب
زائل کیا زنگ دامن شب

کرنون نے دکھائی کیمیائی
سونے کی زمین سب بنائی

رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح
نقش مسطر پہ خامہ جسطرح

دے ساتھ ہوا تو گرد ہو جاے
دل آب روان کا سرد ہو جاے

دیکھا شاداب ایک جنگل
سبزے کی بچھی تھی جس مین مخمل

روحی قوت بہم ہوا سے — آئے مردے مین دم ہوا سے
گل جیسے دلھن کا پیرہن لال — پتون مین رگون سے زلف کا جال
اشجار بہت بڑے بڑے تھے — معشوق دراز قد کھڑے تھے
چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو — اللہ سے اوس کا سامنا ہو
دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ — ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ
انسان جو ہوا وہان کی کھائے — نخل امید مین پھل آئے
آجائے نظر جو دشت کی نہر — تر ہون لب خشک صائم الدہر
یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب — جیسے لب جو گیاہ شاداب
بیلین پھیلی ہوئی زمین پہ — زلفین چھٹکی ہوئی جبین پہ
کچھ کہنے کو منھ جو اوسنے کھولا — تاجر واقف تھا بڑھکے بولا
یہ سب فردوس کی زمین ہے — جس پھول کی بو ہو وہ یہین ہے
چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند — بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند
بیساختہ لب کھلے ہنسی سے — پھول اوسکا دہن ہوا کلی سے
سرمست شراب شوق تھا دل — چلتی منزل گھٹی بڑھا دل
برج قصر حبیب چمکا — قسمت چمکی نصیب چمکا
کیا اوج مکان کو تھا مکین سے — سورج تھا قریب تر زمین سے
یون شوق سے دوڑ چلا وہ ضو پہ — ٹوٹے پروانہ جیسے لو پر
تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز — نکلا جیسے جرس سے آواز
فردوس مین سب سے آگے آیا — غنچون مین یہ تازہ گل کھلایا

ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ | اس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے | دوڑے کہ بلائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے | یا مانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا دیکھی بہار آئی | صبح شب انتظار آئی
جس نے چہرے پہ آنکھ وا کی | مہمان نے آنکھ ہی مین جا کی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے | خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
پہونچا یہ ادھر سے وہ اودھر سے | دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج | لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ ملکے باہم | یون تھے جیسے ثمر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے | گردون جوزا کو بھول جائے
دل خوش تھا کہ نور چشم آیا | گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر گیا | منہ تکتی تھین پتلیان نثر کیا
جی دیتے تھے ساکنان فردوس | اوس ماہ کا دم تھا جان فردوس
جو تھا وہی دل دیئے ہوے تھا | اپنا پہلو لیئے ہوے تھا
وان فکر قران ماہ و خورشید | یان بزم خیال و شمع امید
وان دختر رز کو فکر مے نوش | یان صورت بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بھیجنی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہ عالم اور یاسمن دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول | دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

چل نکلی ہوا بہار کی اب — طاقت نہین انتظار کی اب

ملنے کی جو یاسمن کو تھی لاگ — بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ

پیارا اپنا جو گھر مین آیا — آرام بنا جگر مین آیا

ملنے کا جو مل گیا سہارا — کیا کیا اوسے شوق نے ابھارا

بیشک کسی بات کے تھے جویا — لب ملنے سے تھے مضطرب تھے گویا

لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر — آنکھون کو تھی دیکھنے کی اب فکر

کہتی تھین نگاہ تر سے تا چند — کب تک رہئے لئے نظر بند

حسرت بولی نکلئے سے چلئے — پاؤن آگے بڑھے کہ چلئے چلئے

دل سے کہنے لگا چلوگی کیونکر — چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر

گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم — تھی محرم راز جیسے محرم

حیرانی کا حال اوسے جتایا — تنہائی مین آئنہ دکھایا

گلشن نے کہا کہ او سمن بر — جامے سے نہ مثل بو ہو باہر

بے سلسلہ خاک مین پڑے کام — بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام

بے عقد نہ اٹکے بند سے بند — بے رشتہ لگائے کون پیوند

کیا کھلکے نکالوگے قدم تم — لاکھ آنکھون کی پتلیان ہین ہم تم

ہو پردے کی بات اگر فسانا — مشکل ہو جائے منھ دکھانا

جی چھوڑکے یون نہ کھیلو جی پر — دو وقت ملین گے وقت ہی پر

بولی وہ کہ آئنہ ہے اندھیر — سر پر ہے عشق علاج مین پر

بھوکے پہ ہو چلا ہے بھوک غالب — رو کو جو وہ ہو غذا کا طالب

دریا کے کنارے ترسے پیاسا — پانی پینے نہ دو ذرا سا
دل مین نہ سرور آنے پائے — ہان رنج ضرور آنے پائے
آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے — رو کو مرے دونون ہونٹھ سی کے
گلشن بولی کہ ہوش مین ہے — کیون مثل شباب جوش مین ہے
رسوا کہین چشم تر نہ کردے — رنگ اوڑکے کہین خبر نہ کردے
بولی پھر کیا کہا کہ صبر — بولی کیونکر کہا کہ کر صبر
نازک تھی وہ جبر کا اوٹھاتی — گھڑیال کی طرح پیٹی چھاتی
گلشن نے غرض اوسے سنبھالا — رستا ملنے کا یون نکالا
تھی اک زن پیر کہنہ شاطر — نور سحر مراد خاطر
دم دے جسے دام مین وہ آئے — دو باتون مین چار کو لگائے
دل اوسکا لیا کہ تو بولون — پردہ رکھے تو راز کھولون
پوچھا تو کہا سنا تو ماتا — ٹھہرا خط لے کے جانا آنا
گلشن نے اوٹھا کے خامۂ شوق — تحریر کیا یہ نامۂ شوق
اے مہر جمال و ماہ عالم — وے روشنی نگاہ عالم
اے ساحر سحر نقش تصویر — وے ناموری سے اسم تسخیر
اے عاشق و نیز شکل محبوب — وے طالب و ہم برنگ مطلوب
اے مطلب نامۂ رسائی — وے معنی لفظ آشنائی
اے زنگ زداے شیشۂ دل — وے سہل نمائے کار مشکل
اے مردم چشم میزبانی — وے چشمۂ آب مہربانی

لیے حاصلِ مدعاے سازش — وے سالکِ جادۂ نوازش

تم لکھتی ہون مین بگڑ نہ جانا — منظور ہے لطف کا جتانا

پوچھے کوئی میرے جی کی — کیا بات ہے بے تکلفی کی

تم کیا مہمان ہو کے آئے — فردوس کی جان ہو کے آئے

یون آئے سرور جیسے دل مین — ایمان کا نور جیسے دل مین

لیکن چھوٹون خبر نہ لی واہ — لی چاہ کی آبرو - اجی واہ

ظاہر کرون رنگِ یاسمن کیا — سوکھا ہوا نخلِ گل ہے تن کیا

اشکون نے بہارِ حسن کھوئی — رخسارون کی آبرو ڈبوئی

یون غم سے ہے اسکا منتشر حال — جسطرح ہوا سے زلف کے بال

زورون پہ ہے بسکہ ناتوانی — زیبا ہے کہے جو لن ترانی

اوڑھنا جو پڑے کمر پکڑ لے — کاکل جو ہے تو سر پکڑ لے

ایسا سکتے نے اسکو کھویا — شبہہ ہو کہ بے دہن ہے گویا

بیمار کو جان کھوتے کیا دیر — نیند آہی گئی تو سوتے کیا دیر

گل شمعِ حیات ہو نہ جائے — یہ دن کہین رات ہو نہ جائے

کب اہلِ نظر کرین یہ منظور — ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور

بھوکھا جا تم کے چلتے بیتاب — پیاسا پانی کے ہوتے بے آب

بجھی بھی جو ہجر کی گھڑی سے — واللہ بیار سے بڑی ہے

تم جیا ہو تو داغِ ہجر کھو جائے — یہ نخل خزان نہان ہو جائے

گلزار کو آئے دن سرِ شام — گلگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

آیا پوشیدہ یون وہان تک — جیسے دل سے سخن زبان تک

غیرون کو نہ آشنا بناتا — بالا بالا ہوا ہبتا تا

لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ — چلدی زنِ پیر مثل خامہ

مطلوب کے پاس دم مین آئی — مکتوب دیا طلب سنائی

وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا — نسخہ دردِ فراق کا تھا

گویا رخِ دلربا کی صورت — کھولا بندِ قبا کی صورت

نقطے جو تھے صفحے پر نمایان — پیشانیِ حور پر تھی افشان

جو لفظ تھا صرفِ مدعا تھا — جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا

حرفون کی کشش مین زورِ تسخیر — جذبِ الفت کی اوس مین تاثیر

نقاش سے یون کھنچے نہ تمثال — صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال

یوسف نکلے تھے جس کشش سے — کھینچی تھی رسن اسی روش سے

بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق — چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق

پیراہنِ چست اوس سے شرمائے — عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے

الفاظ جو شوخیان دکھائین — دیدی گھونگھٹ مین منھ چھپائین

حسنِ خطِ چہرہ عارضی ہے — شان اور سوادِ نامہ کی ہے

دیوانہ نہین کہ زلف جانون — ہان وصل کی شب کہو تو مانون

مطلب جو خط سے حاصل اوسکا — آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا

بھرنا تھا اوسے بھی نقش تسخیر — یون اوسنے کیا جواب تحریر

اے تابہ عیشِ خستہ حالان — اے بال و پرِ شکستہ حالان

اے عقدہ کشائے خواہشِ دل
وے راہبرِ شوق تا بہ منزل

اچھی روشِ کشش نکالی
خط کیا بھیجا کمند ڈالی

کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے
کہدو واللہ مجھے نہین ہے

ہان بات کی پیچ پر آ ہی جانا
جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا

دل اپنا مین کس طرح دکھاؤن
پارا انھین بھیج دون جو پاؤن

کیا ملنے کے شوق کا جتانا
گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا

گلزار کی راہ جو بتائی
کی صورتِ خضر رہنمائی

اس مہر کا شکر ہو کہانتک
ہو شام تو پہونچون مین وہانتک

رخصت کی تھی منتظر زنِ پیر
خط پا کے کمان سے بنی تیر

مانند نسیم سن سے آئی
نامہ گلشن کے پاس لائی

اس شمع نے ہٹ کے انجمن سے
خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے

وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھاکر
یہ ہنس پڑی بھاگی منھ چڑھاکر

بگڑی تو بنایا دل لگی سے
روٹھی تو منا لیا ہنسی سے

سب پردہ درون سے آڑ کرکے
نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کرکے

جو آنکھین خیالِ یار مین تھین
اب شام کے انتظار مین تھین

صورت کا بناؤ جی پہ رکھا
منھ پیار سے آرسی پہ رکھا

پانون سے ہوے لب اسقدر لال
ہو زرد انھین دیکھ لے اگر لال

شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا
گویا چوٹی کا آشنا تھا

دکھلاکے وہ شکل پیاری پیاری
آئینے کی آبرو اُتاری

کنگھی چوٹی کے بعد پہنا ۔۔۔ بھاری جوڑا جڑاؤ گہنا

چوٹی پہ شجر کی دام رکھا ۔۔۔ چھپکا کہنے کو نام رکھا

دکھلاتا تھا سیس پھول سر پر ۔۔۔ جگنو شبِ تار زین شجر پر

ٹیکا زینت کا زیبِ سر تھا ۔۔۔ افشاں کا ستارہ اوج پر تھا

گھنگھرو چھن چھن بجائے اسنے ۔۔۔ سوتے فتنے جگائے اسنے

تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ ۔۔۔ ملنے سے بدن کے موم ہو سنگ

کشتہ ہو سب آئنے کا پارا ۔۔۔ فی الستا رہو جو کرے نظارا

وہ تارِ نظر کا رخ پہ ہو حال ۔۔۔ ہو جیسے مریضِ تب کا جو حال

لیں گال چراغ سے چراغی ۔۔۔ سورج کو کرن جلائے داغی

دیکھا وقتِ زوال غم ہے ۔۔۔ دن صورتِ عمر پیر کم ہے

گھر سے گلشن میں آئیں اس طرح ۔۔۔ آئے بادِ بہار جس طرح

شہزادہ بھی مستِ شوق آیا ۔۔۔ دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا

پتے گالوں کو زرد کر دیں ۔۔۔ خورشید کو گرد برد کر دیں

بیلیں جو دکھائیں چال اپنے ۔۔۔ معشوق چھپائیں بال اپنے

ہوں پھول ہزار چاک دامن ۔۔۔ یوسف کی مثال پاک دامن

موسیٰ کا عصا شجر سے جھک جائے ۔۔۔ عیسیٰ کا نفس ہوا سے رک جائے

خاکِ چمن ایسی پُرتکلف ۔۔۔ جس خاک سے تھا خمیر یوسف

کوثر سے ہے قول حوض تو کیا ۔۔۔ تیرے پانی کی آبرو گیا

انسان سے جو تہ درخت ہو جائے ۔۔۔ سر سبز نہالِ بخت ہو جائے

چشم دلبر ہر آشیانہ — پتلی کے مرغ کو زمانہ
گردون تھا کہ دار بست انگور — دانون مین نجوم کی طرح نور
چتون کی ادا نظر سے گذری — برچھی کی انی جگر سے گذری
یان پردۂ چشم ہو گئی شرم — پہلو وہان شوق نے کیا گرم
یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی — وان چشم ہوس جبین پہ پہونچی
یان شرم سے پھول شبنم آلود — وان کوشش عاشقانہ مقصود
یان موئے مژہ نظر پہ چلمن — وان دست ہوس کو شوق دامن
دل پہلے ہی دل سے مل چکا تھا — کام آنکھون کے ملنے پر رکا تھا
ملتے ہی کھلین ہوس کی راہین — للچائی ہوئی پڑین نگاہین
حسرت مانے نکل کے آخر — ظرف دل بھر کے چھلکے آخر
شہزادہ تھا ولولون سے پرجوش — جیسے مے کی ہوس مین مے نوش
منھ سے جادو نکالتا تھا — ڈورے باتون سے ڈالتا تھا
قسمون سے بناوٹون کی باتین — نظرون سے لگاوٹون کی گھاتین
ہاتھ اسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ — آنچل کی طرح سمٹ گئی یہ
کھٹکی جھجکی زبان کھولی — بل ڈال کے تیوریون پہ بولی
دیکھے کوئی انکے شوق کا حال — ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال
دن اور اندھیرا اس بلا کا — تم ڈالتے آئے مجھپہ ڈاکا
مین ایسی نظر جو جان پاتی — گھر کے اسپند لے کے آتی
سسکی نکلے نہ اب دہن سے — چڑیان مری اڑ چلین چمن سے

اُف اپنی زبان پہ لائے کیون تم
تھا درد کہین تو آئے کیون تم

کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی
بندی نہین بے تکلف ایسی

توبہ ایسا گناہ توبہ
تم کتنے ہو بد نگاہ توبہ

ایسے کچھ پاک دل نہین تم
آنچل مرا چھو نہ لو کہین تم

کیونکر ہان پھر تو ہاتھ جوڑو
قدمون کی نہین بدی ہی چھوڑو

منھ دھو آؤ وہ نہر ہے جاؤ
گھر بھول گئے وہ شہر ہی جاؤ

اشکون سے مین خوش کہ یہ دوانی
دے گی میرے چمن کو پانی

آپے کو تجے ہوے ہو کیون تم
کچھ پی تو نہین کہ ہوش مین گم

آمادہ ہو شر پہ خیر ہے کچھ
میری عزت سے بیر ہے کچھ

مریم کی قسم ہون پاکدامن
چھونے نہین پاتی خاک دامن

مجھ پر بھی حق نہین تمھارا
کیا غیر پہ غیر کا اجارا

کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
ایسا نہو پھول کھلکھلائے

نرگس دیکھے تو کیا عجب ہی
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے

بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو

کانٹا نہ کہین خلش نکالے
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے

پتے نہ کہین پتا بتا دین
چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین

بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
چونکے نہ حباب پاکے آہٹ

غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین
چھپ کر نہ لے اڑین ہوائین

لب نہر کے کچھ سیے نہین ہین
چشمے کمبخت دور بین ہین

دیوانون پہ کیا کڑی پڑی تھی | کچھ اس عیش کی گھڑی کڑی تھی
نکلے گلشن سے صورت بو | دو سمت بڑھے برنگ گیسو
آئے تو تھے دونون صبر کی طرح | روتے گئے لیکن ابر کی طرح
جرأت ملنے کی شب کو کب تھی | سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہ عالم کا رستے رستے جانا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا یاسمین کا خبر پانا۔ باغ مین ملکے ماہ عالم کو جلی کٹی سنانا

رندون کو کہان قرار بے مے | ہونٹھون پہ ہی جان زار بے مے
ساقی لانا مئے جنون خیز | ہے جوش بہار وحشت انگیز
اک صبح تھی چاک جیب شامت | یا جلوہ عارض قیامت
وہ مہر فلک کہ چشم حاسد | وہ رنگ شفق کہ خون فاسد
دنیا کی ہوا تھی یا دم سرد | بلبل کی صدا کہ نالۂ درد
شہزادے کو آئی سیر کی لہر | آیا گلشن مین صورت نہر
کانٹون مین جو اوڑکے دامن اٹکا | دل اوسکا شگون بد سے کھٹکا
سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے | بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے
پھولون پہ نظر پڑی تو رویا | انگارے دہک رہے تھے گویا
نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی | ہر شاخ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی
شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا | اور حوض کو آبدیدہ پایا
طائر لگے بولنے کڑے بول | ننھی سی زبان پہ بڑے بول

پہلا پھر کے نفس کی طرح کچھ دم
کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم

رستے مین تھا اک امیر کا گھر
کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر

بھرے پہ بہار رنگ کے دن
ابھرے ہوئے گال امنگ کے دن

بکھرے ہوئے تھے بال ظالم
پھیلائے ہوئے تھی جال ظالم

چتون تھی پڑھی ہوئی ادا سے
کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے

علیلے جو ملائین عمر کے دن
پاؤن سے بڑھین کہان یہ ممکن

گھونگھر جن مین نگاہ چکرائے
پھر نکلے نہ دل جو اون مین پڑ جائے

آنچل اوڑ کر اگر ہوا دے
کلیان پا جامے کی کھلا دے

آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ
پتلی کو جلائے ہر اشارہ

جس دم شکنین جبین پہ آئین
تابین تلوار کی دکھائین

ہو جاۓ ذقن کی اسقدر چاہ
یوسف کہین مین گرونگا واللہ

بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے
جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے

اتفاق کی بات پڑ گئی آنکھ
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ

برچھی پڑی دل پہ وان ادا کی
بجلی گری سر پہ یان بلا کی

وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا
یان دامن ہوش اوڑ کے چھوٹا

بیدل اوسے کر کے اسنے لی راہ
یون کہنے لگی وہ کھینچ کر آہ

کیا تحمل ہوس نے پھل دیا حیف
مین یون ہی رہی وہ چل دیا حیف

کیون وار کیا نظر کا خالی
کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی

کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا
رستا غمزے نے کیون نہ روکا

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی ۔ کیون لٹ نہ بڑھ کے پیچ لائی

کیا پیچ تھا جو رہے کنارے ۔ گیسو نہ بڑھے خدا سنوارے

پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا ۔ مانا اسے دسترس نہین تھا

آنچل تیری ہوا نہ پہونچی ۔ چھاگل تیری صدا نہ پہونچی

چالون کی ادائین دلمین بھر لین ۔ پایلون کی بلائین اپنے سر لین

رخ پر زردی لبون پہ نالے ۔ دیدے تھے کہ خون کے پیالے

تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی ۔ کونے مین چراغ لے کے بیٹھی

سمجھانے لگین خواصین اوسکو ۔ برباد نہ اس ہوا مین تو ہو

بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا ۔ جوڑا یہی گل ہے یاسمن کا

ایسی تو نہین تھی باؤلی تو ۔ کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو

یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے ۔ اس کھیل سے چوٹ تو نہ کھائے

روٹے گی یہ چال اگر چلے گی ۔ جی ہار کے ہاتھ تو ملے گی

کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی ۔ کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی

جو چیز ہے دور دسترس سے ۔ ہاتھ اوس پہ بڑھانا تو ہوس سے

قد پست ہے اور شجر ہے اونچا ۔ ہاتھ آئے گا کیا ثمر ہے اونچا

کچھ کھیل نہین ہے عشق کی لاگ ۔ پانی نہ سمجھ یہ آگ ہے آگ

چار اپنے پرائے کیا کہین گے ۔ تھوکین گے سب برا بھلا کہین گے

پر آکے گھسیگی کیا سرن ہے ۔ وہ چال کے کھیلی یہ چلن ہے

دن ساتھ نہ وقت بد پہ احباب ۔ درد آنکھ مین ہو تو آئے کیا خواب

تو بھول نہ ہمکو پاس کے ساتھی
پتے ہین فقط ہوا کے ساتھی

اونکو پہلو بدلتے کیا دیر
چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر

سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ
اپنی صورت کو اک نظر دیکھ

رنگت مین ہی فرق رات دن کا
قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا

یہ نیل اور یہ بدن کی زردی
مینا سونے پہ لاجوردی

ہی حسن کے دیس مین یہ معیوب
پاپوش سے ہو جہان مین خوب

منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے
سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے

اچھا سر دست اسی سے تو پوچھ
یہ کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ

وہ حسن کا روپ اب نہین ہی
کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہی

بیماری چشم ہے بہانا
منظور نہین نظر اوٹھانا

پھر کہہ تو رہ سخن نہین ہے
ہان کھا تو قسم دہن نہین ہے

اوٹھنے نہین پاتی بار غم سے
یہ بے کمری کا عذر ہم سے

منھ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو
ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو

کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے
پھل دے نہ جیون شجر نہین ہی

بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو
کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو

جلتی ہو نہین تو جلنے دو جاؤ
ٹھنڈی ہو تم چلو ہوا کھاؤ

جی سے لے کہ یہ چاہ آبرو سے
صورت کیا خواب ہے کہ بھولے

آئے آنکھون کے شامت آئی
قد کے چلتے قیامت آئی

اب کیا کہون دام زلف کیا ہے
اس سر کی قسم بری بلا ہے

بیدل سب مجھے جانو جاؤ جاؤ
دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ

رنج پھیرون خیال سے یہ مشکل
رنج ہون کسی چال سے یہ مشکل

تقدیر مین رنج جھیلنا ہے
جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے

پتائین وہ دیکھکر بُرا رنگ
جنگلین غنچے سے ہو کے دلتنگ

ست اپنے بائین کٹ کے بیٹھین
سنگت چھوڑی سمٹ کے بیٹھین

چرچا گھر مین ہوا جو دن رات
مان باپ کے کانون مین پڑی بات

سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو
ہے عشق کا جوش مُشک کی بو

سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو
جینا ہے بُرا کہ مرتی ہے تو

کر چاہ نہ حوصلے سے بڑھکر
مفلس کا سر اور تاج گوہر

وہ دن تو نہ لا کہ شامت آجائے
سارے گھر پر قیامت آجائے

کھولے رہے گو زبان دونون
بھرے گئے اِس نے کان دونون

سوسن کے نہ ایک اون کی مانی
خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ
کاغذ لے کر لکھا یہ نامہ

اے رہرو برقِ خرمن ہوش
وے زلفِ سیہ سے دم بردوش

اے گردشِ چشم سے فسون ساز
وے تیر نظر سے ناوک انداز

کس مُنھ سے کہون ضرورت اپنی
دیکھو تم آپ صورت اپنی

سُنتی ہون کہ دل پھنسائے ہو تم
زلفون کی کشش سے آئے ہو تم

ہمدرد ہو دردمان لو گے
ہے درد کہان یہ جان لو گے

مین کیا کہون سرگذشت غم کی
مہمان ہے جان ایک دم کی

چلنے نہین پاتی ناتوان ہون ــ نبض بیمار ہیجان ہون

جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج ــ دل سینۂ نفس یہ ہے کیا اب آج

رکھے کوئی جو آگ پر بال ــ دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال

دل یون ہے بےچین جیسے پارا ــ دم یون چلتا ہے جیسے آرا

حالت نہین کچھ مرے بدن مین ــ مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین

طعنون کی زبانین چل رہی ہین ــ یا مجھپہ سنانین چل رہی ہین

پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی ــ شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی

یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے ــ وہ زہر کے بول بولتی ہے

کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن ــ دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن

جب دیکھیے انکو ہین یہ پُرغم ــ آنکھون سے ہے ناک مین مرا دم

ہاتھون کا جتون جائے کیونکر ــ نازل ہے عذاب ان سے سرپہ

دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہین ــ ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین

آرام سے ملے جو دل ملا جاؤ ــ آجائے قرار تم جو آجاؤ

لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا ــ خط دیکے جواب لے کے آجا

وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی ــ فکر شعرا کی طرح پہونچی

نامہ دیکر کہا وہ بیمار ــ ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار

قربان گئی مین کہنے والی ــ تو کہدے شکل شکستہ حالی

نقطون سے دکھا رہی ہون ہین یہ ــ داغ اوسکے دل و جگر کے ہین یہ

رنگت کہین نام کو نہین ہے ــ سادہ کاغذ ہے یا جبین ہے

کھانے کو کہین تو منھ نہ کھولے | ہم لاکھ بلین وہ کچھ نہ بولے
کوٹھے پہ پچھ کھڑی ہے تو کھڑی ہے | کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہے
چوٹی جو کھلی کھلے بلا سے | بال اڑتے ہین تو اڑین ہوا سے
تارے گن گن کے رات کاٹی | کوئی بولا تو بات کاٹی
دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ | جاری ہوئے اشک مثل خامہ
بولا وہ کہ چپ یہ کیا ستم ہے | کھلکر یون سانس کب یہ دم ہے
جانے آنے سے جان مجبور | ہین آپ مین آؤن یہ بھی ہی دور
پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین | پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین
نکلون کہین یہ ہوس کہان ہے | پہونچون یہ دسترس کہان ہے
یہ ساز نہ لائے راگ کوئی | بھڑکائے نہ جل کے آگ کوئی
گل بھولے نیا تو بار ہو جاؤن | آنکھون مین کھٹک کے خار ہو جاؤن
سب گرد ہو جتنی خاک چھانی | مٹی مین ملے یہ جانفشانی
مایوس خواص واپس آئی | قسمت کا لکھا جواب لائی
رو رو کے کہا وہ حال سارا | برچھی ماری کہ تیر مارا
سینے کو بدا تھا داغ غم کا | تارا بخت جنون کا چمکا
ٹکڑے کیئے گل سے پیرہن کے | کانٹے ہوئے رونگٹے بدن کے
بگڑی تو بنت سے ہٹ گیا جی | چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
چھوڑی محرم کی پاسداری | نوچی کرتی کی بیل ساری
پھینکا چنبیلی کو گل سے اوسنے | تڑپے کو جلایا جل کے اوسنے

کانٹا ہوا گوکھرو نظر مین | چھٹکائے ستارے سلکِ گوہر مین

آئی جو بلائے شامِ فرقت | لائی شبِ تیرہ رنگِ قسمت

توڑی اودھنے حیا کی زنجیر | سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر

افسون آنکھون کا دیکھنا ہے | کاکل کو مین سنتی ہون رسا ہے

کرتی تھی جو زور ناتوانی | آنسو سکھلاتے تھے روانی

پہونچی اپنے حبیب کے پاس | بیمار گئی طبیب کے پاس

سوکھے ہوئے ہونٹھ رنگِ رُخ زرد | بیٹھی سرِ فرش صورتِ گرد

ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے | ڈر کے مارے نظر جھکائے

آفت اِسکو عذاب اوسکو | غیرت اِسکو حجاب اوسکو

پوچھا تجھے کون اودھر لایا | بولی دلِ بے قرار لایا

چونکی تو بدل گئی کہ چوکی | توبہ کیا مینے گفتگو کی

دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام | بیدل کیا رکھے دل پہ الزام

بولا وہ کہ چھوڑ یہ بُری دُھن | ستم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ ری سُن

کیون تو درِ فتنہ کرتی ہے باز | سُن لے نہ صدا کوئی در انداز

مین ساز کرون محال ہے یہ | بیجا تیرا خیال ہے یہ

ایسا ہی جو راگ لائیگی تو | یہ دیس اک دن چھوڑائیگی تو

گر مین تری بندگی بجاؤن | ٹپے گا تا پلٹ کے جاؤن

جل کر بولی کہ اُف ری گرمی | کاش اس دلِ سخت مین ہو نرمی

کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے | جھوٹھون نہ ملین گے ہم کسی سے

وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو | گھر سے جو نکال دین تو کیا ہو
ہان مین سمجھی بہت حسین ہین | ڈبلی نہین کہیئے نازنین ہین
کیسی ہے خطا معاف رنگت | دھویا کپڑا کہ صاف رنگت
گل رخ پہ کہ قاب برمگس ہے | اس سے یہ کھلا کہ ان مین رس ہے
ہان ہان مری بات سنیئے کیون آپ | گل چھوڑ کے خار چنیئے کیون آپ
بولا وہ کہ بس سلام میرا | جنیئے گھر جا کے نام میرا
پانی کی جگہہ سراب پایا | سوکھا سا کھا جواب پایا
ملنے پہ بھی مل سکی نہ مجبور | نزدیک پہونچ کے رہگئی دور
کچھ زلف نے کی نہ سرپرستی | قد کی نہ چلی درازدستی
آنکھون مین فسون کا زور کم تھا | بس نام کو تیلیون مین دم تھا
کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوئے لب | منھ نے کہا بات کھوئے کون اب
سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل | سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ یہ بیل
آئی اتنے مین اک زن پیر | لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر
آنے کو تو آئی دم کی صورت | کھٹکے سے رکی قدم کی صورت
گھنگھرو کی صدا سنی چھن چھن | بد ظن ہو کر بڑھی وہ چپ سن
صورت دیکھی تو ہٹ گیا دل | آنکھین ملتے ہی پھٹ گیا دل
بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ | بگڑے سے کئے آپ کھیلتے پھاگ
آتی ہی بھری نفس تھی گویا | چلّاتی گئی [illegible] گویا
خوب آگ لگائی جل کے اس نے | پس بو دیا زہر [illegible]

بولی کہ وہان ہے مہ جبین اور — خاتم ہے وہی مگر نگین اور

گھر مین ہم اور جدا تھے اس طرح — سینے مین دل و جگر ہین جس طرح

ہوش اوڑ گئے یاسمن کے سن سے — جسطرح ہوا ہو بو چمن سے

ہونٹھ اپنے چبائے اوسنے بیہم — یاقوت سے بنگئے وہ نیلم

رنگت ہوئی دکھلاکے کالی — ظلمت سے گئی شفق کی لالی

بیچین ہوئی جو چوٹ کھا کر — بجلی سی گری وہ تلملا کر

زلفون سے ہوا جنون اوسکو — منھدی نے رولایا خون اوسکو

دیتا تھا جو داغ چاند تارا — سرکاتی تھی تاکرے کنارا

چھاتی پہ جو شب کی تھی تختی — پتھر سے گران تھی اوسکی سختی

موتی جو تھے زلف مشکسا مین — بیچارے یتیم تھے بلا مین

جگنی چمکی تو جل بجھا جی — بولی کہ جلا نہ بس مرا جی

مین کسکو دکھاؤن گی سنگار اب — جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب

اک بوجھ ہے یہ بلاق کیا ہے — دم ناک مین اس سے آگیا ہے

گردن مری چھوڑ پچھاڑی تو — کیون ہوکے بلا گلے پڑی تو

منھ اسکا نہ دیکھون چاہے جی جائے — میرے ٹھینگے مین آرسی جائے

ہاتھون کو ہین جو یہ دستیان خار — چبتے کانون کو ہوگئے بار

کہدے کوئی منھ لٹے نہ کھولین — بس چپ رہین اب چھڑے نہ بولین

زنجیر ہے سلسلہ جنون کا — بجلی نے بدن تمام پھونکا

کیون ہے مرے ساتھ اوعلی بند — ہٹ چھوڑ دے ہاتھ اوعلی بند

یہ بالیان جا کے اپنا جی کھائین — کس کام کے تیتے بھاڑ مین جائین
ہاتھ آج جو کنگنون سے چھوٹین — پھر مین پہنون تو ہاتھ ٹوٹین
اکون کو لگاؤن آگ جلجائین — گھنگھرو سب آبلون سے پھل جائین
صدقے کرون پچلڑی کو کھاجاؤن — دانے دانے کو مین چباجاؤن
بانکین کیا ہین کٹاریان ہین — لُندرے کہ سبک تھے اب گران ہین
مین بیچ مین اسکے اب ہون کیون — اکڑیان زنجیر کی سہون کیون
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسنے — کنکر پتھر ہین لعل ہیرے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا — ٹیکے کا نصیب ابتو چھوٹا
اس نے مرا جی جلایا ہے آج — بجلی پہ الٰہی گر پڑے گاج
پازیب کی زیب کچھ نہ جانون — اب پاؤن پڑے تو مین نہ مانون
یہ پھول بدن کو ہوگئے خار — جلتی ہون تو پھر نہ پہنونگی ہار
چھالون سے دل آج بھر گیا ہی — لٹکن جی سے اتر گیا ہے
سُرمہ اب گر گیا نظر سے — بھاگون دیکھون جو میل بھرے
ایسی وحشت سے خاک اڑائی — نیچے کی زمین اوپر آئی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے — منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
الجھین جو ہوئی برنگِ سنبل — گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
جی رشک کی آگ سے جلائے — مانندِ چراغ لو لگائے
ٹہلی بے چین ادھر اودھر وہ — کچھ دیر پھری بشکل سرو
شہزادہ جو بے حواس آیا — آئینہ سا مُنھ کے پاس آیا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ ۔ رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ

دھمکانے لگی کہ اوٹ نظر پھر ۔ ہاں ہاں پتلی نہ دیکھ ادھر پھر

بولے جو زبان ابھی نکالوں ۔ کاکل جو بڑھے تو مار ڈالوں

گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار ۔ آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار

آ میرے حجاب دے مرا ساتھ ۔ چہرے سے نہ ہٹنے پائیں یہ ہاتھ

اونچا ہو جو سر پٹک کے پھوڑوں ۔ نیچا اسکو دکھا کے چھوڑوں

یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو ۔ اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو

طاقت تو جی سنبھالے رہنا ۔ چتون برچھی سنبھالے رہنا

لب شہد کے بدلے ہوں سم اوسوقت ۔ تلوار کا دم بنے دم اوسوقت

خو اونسے بگڑ کے پھر نہ بننا ۔ وہ لاکھ منائیں تو نہ ننا

بولا وہ کہ تم تو ہو خفا سی ۔ کچھ کہتی ہے چہرے کی اداسی

چپ سن بھی ہو منہ بنائے بھی ہو ۔ تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو

پھولوں کو نہ دیکھنا کبھی تم ۔ ایسا نہ ہو سیکھ لو ہنسی تم

چڑیاں جو چہکا کریں تمھیں کیا ۔ تم قصد نہ بولنے کا کرنا

معشوقوں کے ناز اور وہ سب جوبن ۔ شاید ہوں وہ تمھارے ہی طور

آنچل ہاں یوں ہی ڈالتے ہیں ۔ گھونگھٹ یوں ہی نکالتے ہیں

ہاں سمٹتے ہیں سمٹ کے یوں ہی ۔ غمزے کرتے ہیں ہٹ کے یوں ہی

ہاں الجھتے ہیں لیکے دل وہ بیدل ۔ الجھے تو سلجھتے ہیں بہ مشکل

ہاں تو ہوتے ہیں اونکی خو میں دو رنگ ۔ دل میں ترس اور زبان پر جنگ

جی جل گیا اس جلی کٹی پر — کان اوس کے کھڑے ہوے یہ سنکر
بولی مجھین کیا غرض ہماری — چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان — پتلی سی کمر ملی کہو ہان
پھولے پھولے ہین گال کیون جی — لمبے لمبے ہین بال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی — دبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی — رنگت ہے سفید یا گلابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی — باتین ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتانا — ظالم جھوٹی قسم نہ کھانا
دل لائے تھے کیون انھین کو دینے — تم آئے تھے کیون انھین کو لینے
بھیجا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ — سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
جلنے لگے مجھ سے آکے گھاتین — اون سے چکنا دو جا کے باتین
اونکے سے ہنر کہین ہین مجھ مین — کچھ لال لگے نہین ہین مجھ مین
تم ہو دو رخے سمجھ گئی مین — پہلو مین دل ایک ہے کہ دو مین
مین پھنس چکی اب چلو نہ یہ چال — ہے گر رکھو یہ جس کا جال
الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد — گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین — آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے — سمجھی ہان اونکا گھر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ — ہم تم سیکھے ہین دونون اب جھوٹھ
اس جھوٹھ کا ہے کہین ٹھکانا — تمنے کہا اور مینے مانا

ہے یہ تو وہی مثل مری جان ۔ تو مان نہ مان مین ہون مہمان

پاپوش سے پاؤن پر جو سر ہے ۔ دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے

چلنے سے زبان بس رکے اب ۔ چھل مجھ سے تمھارے چل چکے اب

تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ ۔ جو موچا تو وہی جبین جاؤ

منھ دیکھے کی چاہ مین نہ مانون ۔ واللہ باللہ مین نہ مانون

منھدی سے تمھارے ملتے ہین طور ۔ منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور

چل دونگی نہین تو ہٹ کے بیٹھو ۔ جاؤ اون سے لپٹ کے بیٹھو

اب دست درازیان یہ چھوٹین ۔ پہونچا پکڑے تو ہاتھ ٹوٹین

آنسو آنکھون مین کیون بھرے ہین ۔ گرد اوڑ کے پڑی سمجھ گئی ہین

مینے دنیا مین کیا نہ دیکھا ۔ تمسا کوئی چالیا نہ دیکھا

بگڑا جو چلن بتاؤ کبتک ۔ چلتی کاغذ کی ناؤ کبتک

دل خاک ملا تھا دل لگی تھی ۔ بس چار گھڑی کی چاندنی تھی

جاتا رہا داغ عشق کا جلد ۔ مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد

تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے ۔ کسکا دیکھا تھا منھ سویرے

سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت ۔ چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت

بننے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو ۔ بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈھو

ہو صاف جو اسکے دل سے شک جائے ۔ کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے

اصرار زیادہ کیجیے کیون ۔ بارود کو آگ دیجیے کیون

یکجائی کا وقت دم کی دم تھا ۔ وقفہ مثل شباب کم تھا

گلشن سے روان ہوے وہ اسطرح — چشمِ عاشق سے اشک جسطرح

ماہِ عالم کا بیچین رہنا۔ اختر سے ماجرا کہنا۔ خط لکھکر یاسمن کو سمجھانا۔ آخر باغ مین ملکر صاف ہوجانا

بے لطف یہ زندگی ہوئے مے — ساقی للہ آج دے مے

بے نشۂ مے دماغ ہے خشک — روغن جو نہین چراغ ہے خشک

وہ شب شبِ اولِ لحد تھی — وہ شب دشمن کا بختِ بد تھی

شہزادے کو ہاتھ ملتے گذری — مانند چراغ جلتے گذری

تھا پیچ مین جیسے زلف کی لٹ — کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ

یون ہوش اوڑے تھے اس بلا سے — جسطرح ورق اوڑین ہوا سے

خاموش رہا اوٹھائے گو رنج — راز اوسنے چھپایا صورتِ گنج

مہندی کا رنگ تھا غمِ دل — یا آتشِ سنگ تھا غمِ دل

ملتا نہ تھا دل لگی آگ سے چین — ہوتا تھا دھوین کی طرح بیچین

اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ — بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ

پوچھا نہین سوتے ہو کہان درد — شب کٹتی ہے روتے دل ہے کیون سرد

ہے کسکی خلش کا جی مین کھٹکا — کیا باغ سے کھا کے آئے جھٹکا

ظاہر کیا حالِ بدگمانی — القصہ سنائی سب کہانی

بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ — ترچھ ہو کے نہ رنج کو بڑھاؤ

سب دل کا غبار جائے آخر — گندلا پانی نتھر آئے آخر

کیا نخل خزان ہرا نہو پھر | بیمار کو کیا شفا نہو پھر
کیا ک بھڑک کے پھر نہو سرد | کیا اوڑ کے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد
اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے | پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے
اوڑ جائے خبر تو زک ہو تمکو | دیوار کے کان ہین یہ سن لو
کہتے سنتے جو شور ہو جائے | اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جائے
جی مین جی کی رہے تو بہتر | یہ آگ دبی رہے تو بہتر
سر تیغ سے منھ سے بات کاٹے | کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے
جب جوش جنون بہت ستاتا | اپنی دھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے تیرے منانے والے | دیکھو آنکھین دکھانے والے
کیا جانین اوٹھین پڑھائین کیا کیا | الٹی پٹی پڑھانے والے
جھگڑے کو بڑھا نہ مثل گیسو | او گیسوون کے بڑھانے والے
یہ جان سے مارتے ہین بے موت | جلاد ہین اس زمانے والے
اللہ ری داغ سر کی سوزش | بیٹھے ہٹکر سرہانے والے
جلنے ہی کے واسطے ہین دلسوز | ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہو گئے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن | سورج ہوا مثل داغ روشن
صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ | رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

اے مردم دیدۂ ضرورت — اے مصقل شیشۂ کدورت

اے نشۂ کبر حسن سے مست — اے چین جبین سے تیغ در دست

آئینہ ہے میری تیرہ بختی — پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی

شب گذری لہو کے گھونٹ پیتے — آخر ہوئی بھور مرتے جیتے

قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا — گردون کی طرح بدا تھا لڑنا

یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے — ایسا جگ جیتے جی نہ چھوٹے

دل مہر کا ہر طرح ہے جیما — یہ ہے گل آفتاب گویا

آئینے پر آئے گر کدورت — پیش آئے صفائی کی ضرورت

لگے جو گرد تو کھول ڈالین — کھٹکے کہین پھانس تو نکالین

مشکل ہے علاج بدگمانی — ہوتا نہین صاف بند پانی

آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا — جس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا

آنکھون مین خیال آ ہی جائے — دل ہو تو ملال آ ہی جائے

جانا آنے کی ضد ہے جانی — آئی ہے تو جائے گی جوانی

آئی تو یہان سے رو کے بھاگی — خفت زدہ بات کھو کے بھاگی

وہ گیا اور اوسکی آرزو گیا — چھوٹے موتی کی آبرو کیا

پتیل کبھی ہے نہ زر کا طالب — پتھر نہ چنے ثمر کا طالب

کس نے اوسے چاہ کر کے دیکھا — دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا

چہرے پہ ورم تھا گال کیا تھے — کالے دانے نہ تھے خال کیا تھے

پتلی کو کہے سپند والا — ہے جمع یہ خون مردہ کالا

کیا حلقۂ زلف مین مین گھر کے
روتا اندھے کنوین مین گر کے

ڈالی ہو نگاہ بد جو رخ پر
ہو چشم آتش پرست ہو کر

چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم
تو دیکھو گی میری جان کنی تم

دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ
اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ

ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا
رشتہ ٹوٹا تو کیا ملے گا

جو حق نہ کہے خدا سے بھر پاے
جو دم تمھین دے وہ جل نہ جاے

مٹ جاؤن جو نام ہو تمھارا
کام آؤن جو کام ہو تمھارا

دل اوسکو جو دون تو جان لے لو
اس بات کی ہان زبان سے لو

تن ایک کہ عقل سے رسا تھی
اندیشے سے تیز رو سوا تھی

خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو
دیوانون کا سلسلہ ملا تو

بولا کہ جواب جلد لانا
پہلے میری اجل سے آنا

یون اوڑ چلی یاسمن کی جویا
پر اوسکے لگے ہوے تھے گویا

مانند بہار آ کے پہونچی
غنچے مین ہوا بچا کے پہونچی

خط کھلنے مین تھا جو خوف غماز
پوشیدہ کیے تھی صورت راز

خلوت مین جب آئی شمع محفل
خط دیکے کیا جواب حاصل

لائی تو یہ انتظار مین تھا
مے کا پیا سا خمار مین تھا

کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا
دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا

سختی کے عوض جو پائی نرمی
بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی

پہونچا خورشید جب لب بام
منھ پر چھپکائے کاکل شام

دونون بچپن سے تھے گھرون مین — گلشن کی ہوا بھری بہر زمین
آپہونچے وہ اپنے گھر سے — جیسے طائر ادھر اودھر سے
دیدون سے طلسم شوق کھولا — خوبان پلون مین عشق تولا
پھر اوہ خیال نقش بر آب — رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب
جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا — جز حرفِ غلط وہ کچھ نہین تھا
کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا — دل صاف ہوئے غبار نکلا
کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل — ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال۔ عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا — بھر بادۂ عیش سے پیالا
آئے پیمانہ آئے مینا — ناچے پیمانہ گائے مینا
کچھ دن جو بسر ہوئے اسی طور — جامِ مئے عیش کا ہوا دور
ایوانون مین شاد مرد و زن تھے — میخانون مین جام خندہ زن تھے
پھولے نہ سماتے تھے گل باغ — تھی مست ترانہ بلبل باغ
کلیان مے رنگ سے بھری تھین — یا عطر کی شیشیان بھری تھین
یون تھی ہر شاخ سر جھکائے — ہو جیسے دلھن نظر جھکائے
غنچون کا وہ چپکے مسکرانا — پتون کا وہ تالیان بجانا
عشاق کے آگے گل جو پھولین — مسکی ہوئی چولیان وہ بھولین
سنبل کھولے بلا کا وہ جال — لیلی کہے آپ وال ہین بال

نرگس کی بہار چشم بددور — اور ترے نظروں سے دیدہ حور
برگِ گلِ تر پہ شبنم اس طرح — معشوق کے لب پہ دانت جسطرح
بیلون مین ہزاروں پیچ و خم تھے — گھونگھر بالون مین اوسنے کم تھے
پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا جال — گویا حبشن نے کھولے تھے بال
سب ہمسن آئین یاسمن کی — کلیان تھین حسن کے چمن کی
کمسن بیباک شوخ خوشخو — بانکی ترچھی حسین گلرو
گال اونکے کھلین تو پھول بتائین — بال اُنکے اوڑین تو سانپ لہرائین
آنکھین بھونرون کیطرح کالی — قد لوچ سے نارون کی ڈالی
گلزار مین لب جو گلفشان ہون — پھولون سے نہال باغبان ہون
گوشے مین بٹھایا یاسمن کو — پنہان کیا شمعِ انجمن کو
اتنے مین برات کا دن آیا — خوب اسکو سجا دُلھن بنایا
خلوت مین وہان خیال ہمدم — یان ہالۂ بزم و ماہِ عالم
گھنگھرو وہان شور کر رہے تھے — یان ولولے زدو کر رہے تھے
گیسو وہان ابر گوہر افشان — دامن یہان مہرسان زر افشان
کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول — باتون مین یہان چمن چمن پھول
کاجل آنکھون مین وان بلا کا — یان شوق نظارہ انتہا کا
چوٹی کے بناؤ کا وہان ڈھنگ — مسی کی بہار کا یہان رنگ
رخسارون پہ جھینیون کی وان ضو — شمعِ عارض کی دل کو یان لو
وان رنگِ حنا سے دست و پا لال — چہرہ یہان پھول سے سوا لال

وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر — یان غیرتِ برق طرۂ سر
وان جلوہ فزا در چاند تارا — یان ہالۂ ماہ گوشوارا
وان نور تنون مین نورِ نجم — سر پیچ سے یان ظہورِ انجم
وان دانت مسی سے اخترِ شب — یان جوشش کہ لب اب لبین لب
وان پردے مین چھپر اوسکی اسکی — یان دلمین ہوس لبون پہ سسکی
وان قصر جلا سے غیرتِ طور — یان فرش ضیا سے مطلعِ نور
وان حسن و شباب و غمزہ و ناز — یان جام و شراب و نغمہ و ساز
بن ٹھن کے براتی اور نوشاہ — پیارے چلے قمر کے ہمراہ
ہر سانڈنی آب سے روان تھی — تیزی مین مزاجِ نوجوان تھی
آئے جو نظر قدم کی رفتار — کاتب بھولے قلم کی رفتار
ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی — چھوڑین مینوش مے پرستی
مے شرم سے آب آب ہو جائے — مستی آنکھون کی خواب ہو جائے
گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے — ابلق ایام کا نہ پہونچے
تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا — آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا
نوشہ جو چلا سوار ہو کر — گردون نے پھرایا چتر سر پر
خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا — نیچے مین شعاعون کا چنور تھا
مین تو یہ وہ عزیز و اغیار — گھوڑے ہاتھی قفس ہوادار
ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ — لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ
دن گشت مین گزر رات آئی — چلتی پھرتی برات آئی

پھر اتنا ہجوم پیش در تھا
رستا نہ ملے جدھر نظر جاے
آتشبازی وہ رنگ لائی
دیتے تھے انار پھول اس طرح
گولے کی صدا سے توپ حیران
بات ایک نہ بن پڑی ہنسی سے
چرخی لیلی کی چشم بیباک
قلعے پہ گمان بے ستون تھا
ہتھ پھول سے پھول باغ کے گر
اونچے گئے اسقدر غبار سے
رقصان ہوئین رنڈیان وہ آکر
تھے ہر گو یہ چوٹ پہ جلن ہو
بلبل گلگئے ہزار جی سے
گل سے نگین قمر سے پرتو
سنتے ہی وہ ٹھمکے دہان کی جھنک
تھا شادی وصل کا محل یہ

پلکون کا گمان آنکھ پر تھا
تھالی پھینکو تو سر ہی سر جاے
چھوٹی مہتاب پر ہوائی
کرتے ہین حسین باتین جس طرح
بہرے ہون نہین جو رعد کے کان
چھپیے معشوق پھلجھڑی سے
چکر یا بخت قیس غمناک
تیرین کا دہن تھا ہر تا سا
گگرویون کے گال رشک سے زرد
کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے
پریون کو نچایا گت بنا کر
سپنے گائی چہرے سے نرن ہو
منہ بند کرین وہ ٹھکری سے
خوسے نازک خبر سے مشہور
لبرسنے لگی بخت خفتہ بیدار
گانے مین ناچ کر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہے دل بھی اور جگر بھی
آنکھون کی سیاہی اور سپیدی

یہ گھر بھی ہے آپ کا وہ گھر بھی
دیکھو تو ہے شام بھی سحر بھی

باتین ہی فقط نہین ہین دیکھو / کچھ تاکتی ہے تری نظر بھی
گھونگھر بالون کے ہم بھی دیکھین / او گیسوون والے آ ادھر بھی
سر ہی نہین کاکلون سے پر خم / لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی
چمکے کچھ ایسے گال تیرے / چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہی تاک جھانک ہے شوق
گھونگھٹ کی ہی کچھ تھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ / چولی دامن کا ہو گیا ساتھ
شب کٹ گئی بہت رہی جو تھوڑی / دو موتیون کی ملائی جوڑی
دونون مے شوق سے تھے سرمست / ہاتھا پائی ہوئی سر دست
طالب مین کشمکش تھی انتہا کی / صحبت ہوئی کاہ دکھریا کی
نیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا / عیسی کو بنایا اوسنے موسا
بوسون سے کبود کر دیے گال / انگارون سے دود کر دیے گال
کھلکر جو ہوے وہ گل ہم آغوش / گھنگھرو ہوے کچھ سمجھ کے خاموش
دیکھا جو حجاب کا قرینا / کی شمع نے بند چشم بینا
دشوار دلون کا تھامنا تھا / شمشیر و سپر کا سامنا تھا
بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر / زیر و زبر بیاض بستر
دونون مین تھی بحث علم مستی / کی ہر الف نے پیشدستی
بجلی سے تھی ماہی تپان سرد / سسکی سے نسیم بوستان گرد
ن [illegible] تھا گنت [illegible] / وان تھے در بے بہا صدف مین

ھتے شرطِ وفا مین دونون پکے — اجگ ملکے اور لٹ پٹیچے جھکے
مے پی گے خمار تھا ضروری — کی نشے نے میکشون سے دوری
پھیلا جسوقت صبح کا نور — پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا رستے مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

لی گلزار کی ہوا پھر — میرے ساقی شراب لا پھر
یاتی ہی بہار جام چل جائے — ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
و نخل مراد کے چمن کا — گلچین وہ بہار یاسمن کا
چھند سے رہا آشنائے فردوس — اب خار ہوئی ہوائے فردوس
پردیس مین بو وطن کی آئی — طائر کو ہوا چمن کی آئی
بیتابی سے دل قرار بھولا — پہلو مین جھولتا تھا جھولا
وحشت کیا یاسمن پہ یہ داغ — بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
بے لطفِ حیات اپنے گھر تک — شادابی برگ ہے شجر تک
انسان جو ہوے وطن تو کیا ہی — دندان جو ہوے دہن تو کیا ہی
گرد اوڑ کے گر گئی پھر زمین پر — پھر گرے اوڑ گئی شبنمِ تر
پتلی کو نظر کبھی نہ بھولے — دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
ان باپ پہ کھولتا تھا مطلب — کہنے کو چلی وہ صورتِ لب
دن آئی ملال سب جیسے آئے — قت کا خیال جیسے آئے

آنکھیں نیچی اوڑا ہوا رنگ — دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ

پوچھا تو کہا وہ قصۂ درد — بولی کہ دل اس ہوا سے سرد

بولے وہ کہ پھر یہ بوس کیا — منھ کے روکے رُکے نفس کیا

کیا دل جو اوٹھا تو کون روکے — چل نکلی ہوا تو کون روکے

سمجھے کہ بہار جانے پر ہے — گلشن میں خزاں اب آنے پر ہے

دن رات بنا نظر نظر میں — کانٹا کھٹکا جگر جگر میں

وہ خسروِ ملک بیقراری — بولا وہ امام سے بہ زاری

صدمہ یہ اوٹھاؤں کس جگر سے — ہو نورِ نظر نہاں نظر سے

شاداب تھا باغ زندگانی — کیوں پھیر رہے ہو اس پہ پانی

کیا دل ہے ثمر کہ توڑتے ہو — کیا عیب ہوں میں کہ چھوڑتے ہو

تم جان ہو جان جب جدا ہو — جسم مُردہ کی قدر کیا ہو

جا نو جا تو نہ جا نو تو خیر — مانو مانو نہ مانو تو خیر

یاں آپ آنکھوں میں واں جبین پہ بل — یاں منھ پہ نگاہ واں زمین پہ بل

منھ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ — سمجھا کہ رُکے نہ ابر کی راہ

کیا زور سفر پہ ہے اگر سیل — کانٹوں میں نہ اٹکے دامن سیل

جو کچھ کرتا تھا ساتھ سامان — سب کر دیا ہاتھوں ہاتھ سامان

خالی کیا روشنی سے گھر کو — رخصت کیا جان کو جگر کو

روتے تھے ادھر بھی لوگ ادھر بھی — تھامے تھے کمر بھی اور سر بھی

چلمن سناٹے میں پڑی تھی — حیرت زدہ اوٹ چپ کھڑی تھی

تڑپے آپ نے اِس ستم سے — چھاتی پیٹی گھڑی نے غم سے

چھاتی تھی اودا سی صحن بھر پہ — جھاڑ دسی پھری تمام گھر پہ

ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دھج — چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج

ساتھی استے کہ اللہ اللہ — پلٹے نہ ہوا نکلنے کی راہ

انبوہ سے بیچ میں محافہ — آہو کے شکم میں جیسے نافہ

بولا وہ کہ بولوں منہ جو پاؤں — پوچھو تو پہیلی اک بجھاؤں

بولی وہ کیا کہا کہ افسوس — بولی پہ کیوں کہا کہ مایوس

بولی کہ ہے کون ایسا بیدل — بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل

بولی میں پا گئی اشارا — بولا تمکو جو ہو گوارا

آنکھیں جو چراؤں کیا کہیگی — معشوق ہوں بے وفا کہیگی

ڈر تھا کہ نہ ہو تمھیں تامل — کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل

جس وقت ملے نظر نظر سے — تیزے نہ چلیں ادھر اودھر سے

اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے — ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے

بولی کرو جو خوشی تمھاری — میری پیاری تمھاری پیاری

اب دل ہی برے خیال سے صاف — شیشہ میرا ہے بال سے صاف

خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر — جا کر دختِ امیر کے گھر

پردہ در تہ دعا کا کھولا — نزدیک اوسکو بلا کے بولا

باہم جو ہیں دو شجر تو کیا عیب — توام جو ہوں دو ثمر تو کیا عیب

دو آنکھوں سے منہ کی آبرو ہے — دو ہونٹوں میں کون گفتگو ہے

بولی وہ کہ سمجھی مین کہ سائی
بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی

بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے
بولا بس دیر تیری ہی ہے

چل نکلی وہ دے کے ہاتھ مین ہاتھ
سائے کی مثال ہو گئی ساتھ

رشتۂ الفت کا سب سے توڑا
اعضا کو بشکل روح چھوڑا

طے کرتے ہوے منازل اد
اک بحر پہ لوگ پہنچے ناگاہ

تھی حالتِ غیظ بسکہ طاری
دریا کے لبون سے کف تھا جاری

لہر اور بھنور دکھا رہا تھا
شمشیر و سپر دکھا رہا تھا

آواز اوسکی سنتے تو ڈر جائے
پانی دریا کا رعد بھر جاے

ہلکی پتا سی ایک تھی ناؤ
جھولا جھولو جو اوسپہ چڑھ جاؤ

وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر
ناچار ہوے سوار اوسپر

قسمت سے چلی ہوا مخالف
کیا زور کہ بخت تھا مخالف

چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی
تھی گاہ ادھر اور گاہ ادھر تھی

آخر چلکر ہوا کی صورت
ٹوٹی دل ناخدا کی صورت

دولھا تھا کہین دلھن کہین اور
جان اور کہین بدن کہین اور

ساحل پہ وہ بیقرار ساتھی
کہتے تھے الٰہی کیا ہوا تھی

کچھ منھ سے بھتور نہ بولے چالے
کیون مچھلیون نے نہ کاٹ ڈالے

سوتے بھی نہ چونکا ٹھے خدایا
الفت نے کہین نہ جال مین پھنسایا

موجون کو نہ آئی چاہ کی لہر
کھینچے نہین ہاتھ ہو گیا قہر

کچھ کی نہ حباب نے بھلائی
کام آئی نہ خاک آشنائی

ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا — کمبخت کنارہ کش نہ رہتا
کھلتا نہین کچھ کدھر گئے وہ — کیا موت کے گھاٹ اتر گئے وہ
دریا سے انھین نکالتا کون — طوفان مین پانون ڈالتا کون
ڈر سے لرزان تھی موج آب — حیرت سے تھا دم بخود حباب

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا حاکم ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا — چھینٹون کی نہین یہی ہے دم لا
بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے — دل سرد ہے خوب گرم کر دے
گرداب کے طوق کی گرفتار — وہ یاسمن غریب و ناچار
تھی سبزۂ راہِ فوجِ طوفان — بہتی چلی مثلِ موجِ طوفان
زینت دامانِ آب کی تھی — پتلی چشمِ حباب کی تھی
نیلوفر تھے وہ پھول سے گال — تارِ آبی تھے تر جو تھے بال
ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے — موجِ مےِ ناب خشک ہو جائے
آنچل سے خجالت اسقدر ہو — پھر دامنِ بادہ کش نہ تر ہو
پلکین دکھلا رہی تھین یکسر — سبزے پہ بہارِ شبنمِ تر
غفلت سے تھے دیدہ ہائے تر بند — غنچے گویا کہ تھے نظر بند
وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج — لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج
بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر — حسد سے ہوتا تھا گھر پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش / ساحل کھولے ہوے تھا آغوش

آخر اسی طرح بہتے بہتے / لہرون کے تھپیڑے سہتے سہتے

مردہ سی لگی کسی کنارے / چاہے جس گھاٹ بخت اوتارے

حاکم جو اوس دیار کا تھا / لڑکا اوسکو شکار کا تھا

اوس دن اوسی رہگذر سے گزرا / یہ نور اوسکی نظر سے گزرا

دیکھا کہ بدن حجاب مین ہے / مچھلی سا ردائے آب مین ہے

جلوہ ظاہر تھا جسم مستور / فانوس مین شمع بزم مین نور

غواص کی طرح ہاتھ ڈالا / دریا سے برنگِ دُر نکالا

آہستہ سمیٹے بال اوسنے / کھینچا پانی سے جال اوسنے

سینہ ملنے سے یہ ہوا حال / بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال

کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی / تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی

لایا دولت کی طرح گھر مین / رکھا اوسے نور سا نظر مین

ٹھہرائی جو چشمِ ہوش کھولی / سہمی چلائی روکے بولی

گھر والون نے حیف ساتھ چھوڑا / جنگل لاکے کہان فلک نے چھوڑا

پنجے مین پھنسی ہون کسکے یا بخت / دیکھون ابھی رنگ لائے کیا بخت

شہزادے کی چوٹ بیچ گھر کا / بدرنگ تھا رنگ اس قمر کا

جھٹکے چھوٹے تھے چلتی کیا چال / ملکر کفِ دست کرتی تھی لال

دل بیچ سے بسکہ تھا فسردہ / ساکت تھی بہ شکلِ نبضِ مردہ

تھی حالتِ ضعف اتنی طاری / تھے موے بدن ۔ بدن پہ بھاری

خشک چہرے پہ زرد پھول کا تھا | قد پیڑ مگر ببول کا تھا
حاکم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ | تا کا تو نظر بدل اوٹھی وہ
چاہا جو کرم تو قہر پایا | مانگی جو شکر تو زہر پایا
پڑ داو سکو ہوئی چلا وہ جو چال | ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ آخر مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جانا

دے اسے ساقی شراب جوش | بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش
مے ہے میکش کی زندگانی | جیسے مچھلی کی جان پانی
کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا | کیا نام تھا مشتری کسی کا
ہان وہ قیدی کی کھونے والی | ہان ہان وہی قید ہونیوالی
خاموشی مین دم وفا کا بھرتی | مجبوری مین غم جفا کا کرتی
سوچ آکے پڑا جو رات دن کا | ایسی ہوئی زار جیسے تنکا
ملنے کا جو اتفاق ہوجائے | سر کے بالون مین آپ کھو جائے
کہنے لگین ساتھ والیان سب | افسوس کہ دن سے تم ہوئین شب
تن خشک ہوا ہے رنگ کالا | پانی پہ پڑا ہو جیسے پالا
کاکل تھی بلا مگر نہین اب | شمشیر جفا نظر نہین اب
ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہی | تھوک آب حیات اب نہین ہی
ابرو لیتے تھے پہلے جانین | اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین کولے — غصے سے جو پھولین تو ہین پھوڑے

زردی سے ہوا ہے رخ تمھارا — اک انبۂ خشک لو کا مارا

گیسو بے تیل کے ہین روکھے — ٹکڑے کسی بیل کے ہین سوکھے

لب پہلے تھے لال اب نہین لال — شاید پانون کا پڑ گیا کال

بے حسن شباب خشک بادل — بے عیش حیات بے مزہ پھل

ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو — سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو

آنکھون کو رولائے گا یہ رونا — ہاتھ ان سے دھولائیگا یہ رونا

غم کوئی عدا نہین کہ کھاؤ — کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ

ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ — ہو چاہ مین باؤلی نہ للہ

سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے — زنجیر کٹے وہ چال چلیے

غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہے — جسطرح سبوئے مین نشۂ مے

کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب — طاقت سر کی قسم نہین اب

تنکا رکھدو تو سر مین خم آئے — پتا سی اوڑون ہوا جو چھو جائے

در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو — توبہ ایسا گناہ پھر ہو

وہ ایک تو کیا ہزار انسان — ایڑی چوٹی یہ میری قربان

ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول — کلیان کھل کھل کے ہوگئین پھول

چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے — گویا ہوئین آکے اوسکی مان سے

اب یہ خواہش ہے مشتری کی — پرچھائین کم نہ دیکھے آدمی کی

غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی — دولت جو کھو گئی تھی پائی

لیکن اب وہ پری نہین ہے | اور ہو بھی تو مشتری نہین ہی
ایسا کیا غم نے زار و سکو | ڈورا اوڑکے گرے جو منھ سے پھونکو
زنجیر مین قفل سی پڑی ہے | زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے
گل ہوکے نصیب مین ہی داغ اب | بجھنے کے قریب ہی چراغ اب
یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح | چلتی ہوئی آہ سرد کی طرح
آئی تو یہ تھی شکستہ احوال | ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال
دیکھا تو ہے کونے مین وہ ناچار | جیسے مکڑی کے جالے کا تار
ملکر ہوئین اشکبار آنکھین | چوکا ہوئین ہوکے چار آنکھین
زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا | دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شگو نکل جانا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے اب تک سنا ہی توبہ | کیسی توبہ الٰہی توبہ
فلقے افلاس کے ہین ساقی | پھر رند مین جو دم ہے باقی
جب دور ہوئی بلاے زنجیر | چمکی پھر مشتری کی تقدیر
اُلفت کی ہوا کا آیا جھونکا | جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا
کٹ کٹ گئی تھین لپٹ گئے آئین | ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ گئے آئین
دیکھی جو پری کی چال پائی | سمجھین وہ کہ آدمیت آئی
وحشت نہین اب سنبھل گئی ہی | گرمی نہین رت بدل گئی ہی

کیا جانین کہ دل بھرا ہی کدھر سے — یہ نیک بنی خیال بد سے
موقع پایا تو لائے گی راگ — موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ
ظاہر سے یہان جدا تھا باطن — رنگِ برگِ حنا تھا باطن
دن بھر یہ دعا کہ رات آئے — شب بھر یہ دعا کہ گھات پائے
رہ رہ گئی تول تول کر پر — سو بار سمیٹے کھول کر پر
اک شب جیسے کہ چشمِ بے نور — یا تھی بختِ سیاہِ مہجور
چمکین لیکن چمک نہ سوجھے — تارے کیا چاند تک نہ سوجھے
لب ایسے نہ ہون مسی سے کالے — گیسوئے سیاہ سر جھکالے
دیکھا جو شمع سب ہین غافل — آہستہ اوٹھی بصورتِ دل
ٹپکی ہوئی شمع کی نظر سے — مثلِ برکت اوڑی جو گھر سے
کہتا تھا تیز روی یہ جسم کو ناز — جس سے بھی پرون کی آواز
کوسون پیچھے ہوا اس چھوٹے — شمشیر ہوا کے پاؤن ٹوٹے
ہوتے ہی سفید شب کی کاکل — جنگل مین لیی وہ صورتِ گل
وان گھر مین سحر کو ہو گئی بھول — جو تھی گھر مین وہ زندہ در گور
مان بولی وہ [illegible] ہائے — مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہائے
وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون — کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیون
سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقدیر — بازی ہوئی گنجفے کی بے میر
شمعین گئی پہرے پر ٹھری تھین — آنکھین انکی بڑی بڑی تھین
سب اپنی جلن مین جل جائین — اللہ کرے ابھی پگھل جائین

بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب
چولین ڈھیلی کرونگی مین اب

جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی
رستے رستے کی خاک چھانی

جو بائی ہوا سے شرط بدکر
کھائے چارون طرف کے چکر

بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی
بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی

جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا
جز داغ فراق کچھ نہ پایا

تھا تلخ مزہ جو زندگی کا
دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پا کر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چل کے ٹوٹی
ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی

لیکن ساقی کے سر پڑے رند
چھٹ ہی کے گھاٹ اوتر پڑے رند

وان یاسمن اور ہوائے بیداد
شہزادے پہ یان پڑی یہ افتاد

تختے پہ کسی طرف بہا یہ
گویا تخت رواں پہ تھا یہ

دریا مین بھی تھا شکوہ شاہی
سکنہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی

تاج اوسکے لیے حباب لایا
تھان آب رواں کا آب لایا

موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی
ہمراہ تھے فوج کے سپاہی

بہتا ہوا دور جا کے نکلا
جنگل مین کنارہ پا کے نکلا

چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی
بیٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی

سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے
مشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کھلے سو ٹھوکر پہ بن نہ جبتک — دل سے پہونچے نہ حرف لب تک

ظلمت مثل سواد دیدہ — شکل مردم بلا رسیدہ

وان جادۂ خاک خاک پر بار — وان خوشۂ تاک تاک پر بار

وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر — وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر

وان نہر کا آب آب خنجر — وان سبزے کی نوک نوک نشتر

وان خار نگاہ چشم حاسد — وان پھول کا رنگ خون فاسد

میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی — تلوار کی آنچ سے کڑی تھی

اوس سے تپ ہجر کو جلن ہو — جلکر کوئلا بشر کا تن ہو

جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی — گویا شعلے کی وہ لپک تھی

بالو کمبخت اس قدر گرم — ہو سنگ پگھل کے موم سے نرم

جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا — جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا

دن بھر تو پھرا کیا ہوائی — شب مثل بلا جو سر پہ آئی

اندیشے سے مثل مرغ اوڑے ہوش — بیٹھا سر نخل خانہ بردوش

کودا دم صبح پیڑ پر سے — پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے

کھانے لگا مثل بخت چکر — پھرنے لگا جسطرح پھرے سر

چمکا تقدیر کا ستارا — آئی نظر ایک ماہ پارہ

ایک ایک انگل پہ پانوٴن دھرتا — پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا

صورت پہ جو کی نظر پڑی تھی — اپنے یوسف کی مشتری تھی

چومے اوسنے قدم لپٹ کے — صدقے ہوئی پھر کے گرد سر کے

حیران حیران ہوے بغلگیر | جیسے آئینہ اور تصویر

بولا جنگل کہان کہان تو | کیون رنگ کیطرح ہی روان تو

کیون ہی گردش مین صورتِ چاک | چھلنی نہین چھانتی ہی کیون خاک

پتھر پڑین تیرے اس جنون پر | لے اس جنگل مین خاک پتھر

یان لالۂ دشت قلبِ بیدین | یان چشمِ غزال چشمِ بدبین

یان بادِ صبا پیامِ آفت | یان سبزۂ راہ دامِ آفت

ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے | ہر کانٹا نشتر سے تازگی نے

ہے آگ یہان کی بادِ صرصر | لشکر کے چلنے سے بچے پر

جب سانس کے ساتھ شعلے آئے | اللہ ہی جان کو بچائے

بولی کہ ہی بحرِ عشق کو جوش | ہون صورتِ موج خانہ بردوش

بس چھیڑ نہ اے عزیز اللہ | یوسف کی قسم ہی تیری ہی چاہ

قسمت سے ملا حبیب میرا | طالع میرے نصیب میرا

تو اپنی تو سرگذشت کچھ کہہ | نیرنگِ قیامِ دشت کچھ کہہ

بولا وہ کہ جان کھوکے آیا | مین بحر سے ہاتھ دھوکے آیا

فردوس سے گل وہ لیکے چلنا | خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا

ہونا طرفِ وطن وہ راہی | کشتی کی وہ بحر مین تباہی

وہ دشت امیر اور وہ اختر | داغ اور کئی جدائیون کے دلبر

دونون کا کنارے چھوٹ جانا | دونون آنکھون کا پھوٹ جانا

یکسر کہی سرگذشتِ فرقت | دکھلائے وہ خارِ دشتِ فرقت

بولی وہ کہ عیش و غم ہین تن ساتھ ‌ ‌ ‌ دو یارون کا جیسے ہاتھ مین ہاتھ

اُمید ہے دم کے ساتھ باقی ‌ ‌ ‌ ہے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی

کیا عمر ہے عیش کا زمانا ‌ ‌ ‌ جس کا ممکن نہین پھر آنا

تدبیر سے کام چل ہی جائے ‌ ‌ ‌ ہے کھنچنے پہ جام چل ہی جائے

ہے منھ مین زبان بولنے کو ‌ ‌ ‌ ناخن ہین گرہ کے کھولنے کو

جی کوئی گھڑی پڑے نہ ہارے ‌ ‌ ‌ نکلے پتھر سے لعل پیارے

مین ہون سرگرم جستجو ہے ‌ ‌ ‌ سورج کی روش پھرونگی دن بھر

رات آکے یہین بسر کرونگی ‌ ‌ ‌ دیکھون گی یہ رُخ سحر کرونگی

اپنے اللہ کی قسم ہے ‌ ‌ ‌ دم ڈھونڈھ کے لون جو دم مین دم ہے

شب بھر رہتی قریب پہلو ‌ ‌ ‌ جیسے گیسو کے پاس گیسو

تڑکے مثل نسیم چلتی ‌ ‌ ‌ آگے خورشید سے نکلتی

موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ ‌ ‌ ‌ سایہ بنتی کہین کہین دھوپ

دیکھا کسی گھر کا در اگر بند ‌ ‌ ‌ سمجھی کہ یہین ہے وہ نظربند

جالی سے غبار بنکے پہونچی ‌ ‌ ‌ یا دھوپ کی طرح چھن کے پہونچی

پھرتی رہی رات دن وہ دلسوز ‌ ‌ ‌ گھر گھر گئی صورتِ شب و روز

آوارہ برنگ بو ہوائی ‌ ‌ ‌ جس غنچے مین یاسمن تھی آئی

سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے ‌ ‌ ‌ پردہ ہوا فاش گفتگو سے

باتون باتون جو بات پائی ‌ ‌ ‌ شب کے پردے مین گھات پائی

پہنا رختِ بشر پری نے ‌ ‌ ‌ لی ہیچ کی راہ مشتری نے

کانون سے سُنا محل مین کچھ شور — چھپکر جھانکی وہ جس طرح چور
دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے — سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے
زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن — سلائی کی روش چڑھی دبے پاؤن
ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز — ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز
ظلمت سے عیان ہوئی وہ اس طرح — سر کے بالون سے مانگ جس طرح
تسلیم جو کی جواب پایا — غمدیدہ اوٹھی پلی بھایا
پوچھا کہ لقب کہا پریشان — پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
پوچھا مقصد کہا کہ پانا — پوچھا مطلب کہا ملانا
اپنی ہے کے عوض کہی پرائی — اولٹی گنگا غرض بہائی
سُن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے — یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے
پتّان کہ داغ دے نہ پھول — ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو گل
یون ڈر گئی وہ قفس سے جیسطرح — دل ہل گیا ہلچل ہوا سے جیسطرح
نبضین جو بدن کی چل رہی تھین — سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین
کہنے لگا ماتھے کا پسینا — پھیلے رکھتا ہے آبگینا
ایسا کیا تھا چہرے کا رنگ — آنسو جو بہے تو ڈھل گیا رنگ
دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت — اوگی مٹی کی جیسی مورت
اوس نے پوچھا کہ نام کیا ہے — اوس نے پوچھا کہ کام کیا ہے
یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ — پیچھے سے اتفہر کے کہہ گئی وہ
دن کی پوچھی تو شب کی کہدی — سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش مین لیس آؤ
صورت ہی یہ اور ہی کہین کی
اتنا تو تو ڈرتے ہونگے لڑکے
رونے کو پڑی ہین اور راتین
جگ یا ہے اکیلی نرد بہتر
بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے
بولی اتنا مجھے بتا دو
بولی مرے پاس صرف دم ہے
بولی مری جان دم نہ دو تم
سوباتون کی ایک بات سن لو
بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین
کیون مانگتی ہو زبان کیون جی
آخر کیون مین زبان کھو کر
انجان کو کوئی جانے بوجھے
جب تک مین بات پا نہ جاؤن
بولی مین دلشکن نہین ہون
صندل ابھی درد سر کا ہونگی
بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیون
صندل کو لگاؤن آگ جل جائے

ایسی ٹھنی نہ پر کٹی اور اڑاؤ
لینا نہ ذرا نہین نہین کی
تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے
تجھ سے کروں پہلے ہنس کے باتین
جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر
ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے
جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو
اور اسکے سوا جو ہو تو غم ہے
اور غم کا تو نام اب نہ لو تم
چنپک سے زبان مجھ کو دے دو
کھیلی نہین کچی گولیان مین
کیا لے کے زبان چاٹ لوگی
گونگی بنون بے زبان ہو کر
آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے
دھڑکا ہے کہ منھ کی کھا نہ جاؤن
تم مجکو نہ جانتا [illegible] الجھن
مرہم زخم جگر کا ہونگی
زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون
مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا — اب تم نے کیا جلا کے کولا
جو بات ہے وہ ٹھاؤ کی ہے — ہر چال تمھاری داؤ کی ہے
بے سمجھے یہ سمجھون کس طرح مین — دل اور زبان ایک ہی ہین
بولی اللہ ری بدگمانی — مین پا گئی داد جانفشانی
موقع تو یہ میل جول کا ہے — تم جنگ پہ تل پڑین یہ کیا ہے
بخت آج تمھارے آگے لایا — انسان کے پیرہن مین سایا
بولی کہ یہ باتین کون جانے — آپ آئین پہیلیان بجھانے
سایہ کیا شجر نہین تم — دامن نہین ابر تر نہین تم
بولی اجی دیکھو مین پری ہون — شہزادے کی لونڈی مشتری ہون
مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی — ساری دنیا کی خاک چھانی
در در گئی رہگذر کی صورت — گھر گھر پہونچی سحر کی صورت
بو ہوکے بسی مین ہر چمن مین — آئینہ بنی ہر انجمن مین
فردوس ہے کیا چمن تمھارا — کیا نام ہے یاسمن تمھارا
بولی ہان اب زبان لے لو — بولی ابھی گالیان تو دے لو
اک بات کہون جو مان لو تم — بندی کو کنیز جان لو تم
اچھا کی صدا دہن سے نکلی — بو غنچۂ یاسمن سے نکلی
آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے — وہ ماہ اسے مشتری کدھر ہے
بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام — مانند ہوا ہے گشت سے کام
وہ دشت ہوا جہان کی مسموم — کیا بوم وہان ہین یا ہین قوم

پتون کا جو کوئی پیڑ پائے — تو پیٹ کی آگ وہ بجھائے

تن ضعف سے خار پیرہن مین — رخ گرد سے چاند ہے گہن مین

پہلو مین نہین قرار دم بھر — دل ہے گویا گھڑی کا لنگر

بولی پھر اب کہا کہ چلئے — بولی کیونکر کہا سنبھلئے

یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا — اوڑ کر لے آئی تخت اپنا

بیٹھین سر تخت دونون سطرح — دو آنکھین ہون ایک رخ مین جسطرح

شمعین دو تھین مگر لگن ایک — تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک

وہ تخت اوڑا وہان سے سطرح — چھپے ہوئے رخ کا رنگ جسطرح

چلنا تھا وہی وہی تھا آنا — کیا دور تھا تیر سے نشانا

دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک — نقش کف پا سا تھا سر خاک

حیرت زدہ پتلیون سے دیدے — میخانون کے بدلے تبکدے تھے

پرگرد تھا بسکہ چہرے کا خط — گویا کہ خط غبار تھا خط

قد اور رگون پہ کہنے والا — ہدے سوکھے شجر مین جالا

گیسو جو چکٹ کے مل گئے تھے — کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے

جب وہ آواز پر نہ بولا — جوڑا اسنے تب اپنا کھولا

رونے لگی بیٹھکر یہ گلرو — آنچل کی ہوا تو بالون کی بو

گل گال گلاب تھا پسینا — چھڑکاو تھین گالون کا پسینا

بیدم کو جو ہوش یون نہ آیا — لب پر لب رکھ کے سر ہلایا

غفلت لب کے اثر نے کم کی — کچھ تب عناب تر نے کم کی

آنکھین جو کھلین نصیب جاگے | اقبال تھا سر پہ دولت آگے
کرنے لگی مشتری اشارے | ہے عید کا چاند منھ تمہارے
جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل | یکجا ہوے پھر حواس کی شکل
وہ دیکھے دن وہ غم کی راتین | نکلین دو نون مین پچھلی باتین
پالا جسکو پڑا تھا جس سے | اسنے کہا اوس سے اوسنے اس سے
لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا | پردے کے در کھلے تو پردہ کیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گزر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا زہرہ کو طلسم کے برج مین قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہین پینے والے | ساقی کے گلے مین ہاتھ ڈالے
دل ٹوٹ کے دخت رز سے اٹکا | دینے لگی زلف موج جھٹکا
وہ تاجر رہبر وہ اختر | وہ دخت امیر اور وہ لشکر
سب یاس کے گھاٹ اوتر کے روئے | ساحل سے کنارہ کر کے روئے
آنکھین یون آنسوون سے پُر آب | ساون بھادون کے جیسے تالاب
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام | گردش اونکو برنگ ایام
داغون سے بدن فلک کی صورت | کانٹون سے بدن پلک کی صورت
چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک | تھا سوزن ساعت اونمین ہر ایک
سب باد ہوائی کرتے تھے گشت | اک شہر ملا جو طے ہوا دشت

یون شہر مین پہونچے چلنے والے ۔ تا گوش رسا ہون جیسے نالے
اختر گزرا جو رہگزر سے ۔ گزری اک مہ لقا نظر سے
اوس ملک پہ حکمران وہی تھی ۔ اوس خاک پہ آسمان وہی تھی
زہرہ مشہور دیس مین وہ ۔ تھی حور انسان کے بھیس مین وہ
کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے ۔ وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے
تھی مانگ کہ راہ کجلی بن کی ۔ سرحد یا جبین اور ختن کی
ماتھے کی چمک سے ماند سورج ۔ دونون رخسارے چاند سورج
تلوارین بھنوونکی کاٹ مین طاق ۔ دیدے دونون بلا کے قزاق
ایسی دنیا مین ہوگی کم ناک ۔ تھی عطر گلاب کی قلم ناک
تنگی سے کھلے دہن یہ مشکل ۔ پھر بھی نکلے سخن یہ مشکل
نیچے اوپر جو دونون لب تھے ۔ زیر و زبر کلام رب تھے
دانت اوسکے تھے صاف قند سے تھے لب ۔ ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب
گالون مین تھی جوشش پر جوانی ۔ جیسے ہانڈی مین گرم پانی
چہرہ اوسکا تھا آفتابی ۔ ہلکا بادل لباس آبی
حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے ۔ یہ بال کمانی یا کمر ہے
دیکھا تو نظر لڑی غضب کی ۔ برچھی سیدھی پڑی غضب کی
کاکل بولی کمند ڈالو ۔ چتون بولی کہ دل اوڑالو
زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال ۔ ٹپکی اختر کی شکل پر رال
کیا اوسنے فقط نظر سے دیکھا ۔ دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

پھیلی اس طرح غم کی تاثیر | جیسے رگ رگ مین سم کی تاثیر
دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ | گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ
راہی وہ ہوئی وہین تھما یہ | لوٹا سا زمین پر جما یہ
بیٹھا بیچارہ رہگذر پر | جس طرح گدا سخی کے در پر
جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش | اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش
کیا عشق کا ولولہ نہان ہو | ہو آگ جہان وہان دھوان ہو
یون داغ جنون کے سر پہ چمکین | جیسے جگنو شجر پہ چمکین
لوگون کو ملے نئے شگوفے | غنچون مین کھلے نئے شگوفے
ساحر کوئی زہرہ پر فدا تھا | قیدی الفت کے چاہ کا تھا
کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ | شیدائے بہار لالہ تھا زاغ
شہرت نے جو چین اوسکا کھویا | یا دل کی طرح گرج کے رویا
سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ | لائی زہرہ تو نیا راگ
اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے | چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے
زہرہ کو کیا فسون کا پابند | اک برج طلسم مین کیا بند
روشن تھی فسون کی لاگ باہر | تھی خاک اندر تو آگ باہر
شعلون مین طلسم کے اکیلی | لالے کی چمن مین تھی چنبیلی
زہرہ وہان سر سے پاؤن تک درد | اختر یہان گرم نالۂ سرد
وہ خاک نشین وہان فسون سے | یہ خاک بسر یہان جنون سے
وہ برج مین جیسے سر مین سودا | یہ سکتے مین جیسے نقش دیبا

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر دخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤنکو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی — آخر کچھ میکدے مین ہے بھی
دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی — لایا وہی چیز لایا ساقی
اختر کی اودھر پری تھی جویا — یوسف کی وہ مشتری تھی جویا
اڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر — جس طرح ہوا پہ لکۂ ابر
مثل تار شعاع خورشید — ہر سمت نگاہ چشم امید
بازو جو تھکے زمین پہ اوتری — تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری
رفتہ رفتہ پری پیادہ — پہونچی ساحل پہ مثل جادہ
نقش کف پا تھے رہبری کو — لائے اوسی شہر تک پری کو
اختر کا سنا جو ہر طرف نام — سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
یہ رنگ اوسی عشقباز کا ہے — نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
دل مین لیکر سنی سنائی — پوچھا پاچھا تپے پر آئی
دیکھا اختر غریب غمناک — ذرے کی مثال ہے سر خاک
بال اولجھے ہوے طبیعت آسا — میل و نمین پرون مین جیسے لاسا
تنگ ہو صد چاک پیرہن پر — پرہین کسی مرغ کے بدن پر
سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا — دم مثل قدم رکا ہوا تھا
پھر دخت امیر سے ملی وہ — سمجھی کہ ہے پیکر گلی وہ

پتلی نہین پھرتی دم نہین ہے
رخ کہنے کو گل مگر نہین تاب
بے روے ماے غم کے تھا رخ
رنگت تھی تو سب نمک تھی پھیکی
ماتھی بیہم پسے تھے سطرح
... جو منہ سے بولی
شہزادے کی کہکر اونکی سنکر
بولی نالان نہ مثل نے ہو
کیا ملک کیتک قدم کو روکے
ہم دیکھو تو ہجر و وصل دکھلا مین
گردنے ہوا ہوئی وہ اور ترکر
شہزادے تک آتی آئی آئی
یون آئی وہ جسطرح شب وصل
پوچھا پایا کہکر پایا
سوکھے دھانون پڑا جو پانی
شب بھر جو رہی ہوا سحر کی
اتنا تو نہ چل سکے قلم تیز
چرنیا یہ نہ دے سکا کوئی ساتھ
پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر

زلفین نہین ہیتین خم نہین ہے
لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
اوترا ہوا دایرہ تھا یا رخ
آنکھین بیمار تھین کبھی کی
کنکر پتھر زمین پہ جسطرح
خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
اختر گئے جنون پہ سر کو دھنکر
ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
ہچکی تا پسند دم کو روکے
لب دم مین جدا ہون دم مین ملجائین
لی دشت کی راہ مثل صرصر
روتی گئی مسکراتی آئی
ما بعد خزان بہار کی فصل
گھر گھاٹ اوسے ملنے کا نبایا
پائی نئے سر سے زندگانی
لی نور کے تڑکے راہ اودھر کی
جلاد کا خنجر اون سے کم تیز
گرتا پڑتا رہا یہی ساتھ
باہم ملے دونون ماہ و اختر

ملجا کیا سب کو یون خدا نے　　جسطرح انار مین ہون دانے
مل مل کے وہ مدتون کے چھوٹے　　ایسے پھولے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بیچینی اور شہزادی کا سمجھانا مشتری کا فقیر کو پاس سے لوح لانا

اختر کا لوح لیکے جانا ساحر کو مار کر زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

دے مے نہ جئین گے رند ساقی　　واللہ پئین گے رند ساقی
ہنس دے چین جبین سے حاصل　　ہان کہہ منھ سے نہین ہی حاصل
آئینہ ہوا جو رازِ ہمدم　　آیا چمک مین ماہِ عالم
دیکھے اختر کے داغ اوسنے　　جلتے پائے چراغ اوسنے
بولا کہ ارے سڑی نہ ہو تو　　جی ہے تو جہان جی نہ کھو تو
دل جا کے نہ ہاتھ آئے گا پھر　　کچھ قرض نہین کہ پلٹے گا پھر
دانائی نہین کہ سم کو چکھیے　　دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
کیا داغ ہے زر کہ کام آئے　　کیا غم ہے ثمر کو کوئی کھائے
لے جان کہ سوچ جی مین چھپ کے　　کھن وانے کو کھلے چپکے چپکے
یان پند زبان پہ تھی وہان آہ　　یان جان عزیز تھی وہان چاہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک　　مرجھائی ہوئی کلی کھلے تاک
ہوا ابتو لگی ہے پلہے سر جائے　　وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے
مارا دل پر نظر نے بھالا　　جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا
گیسو مین بلا کیطرح گھیرے　　چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

وہ رنج و غم اب سبھی دور ہووے — اپنی بیتی حضور ہووے

بولا کہ طلسم ہے بلا کا — شعلون سے گذر نہین ہوا کا

اس آگ مین کون آدمی جائے — دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جائے

بولا کہ بلا کا ڈر کہان تک — تپے کو ہوا کا ڈر کہان تک

آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے — بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے

کاکل کالی بلا ہے لیکن — ہون موے سیہ سفید اک دن

تھی دفتر عقل مین پری فرد — سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد

بے آب ہوا اک تشنگی دور — بے مے نہ مٹے خمار مخمور

ہم قوم تھا ایک صاحب دل — عالم زاہد فقیر کامل

پیشانی صاف آب کوثر — داغ سجدہ حباب کوثر

گونگا بولے جو لب ہلاوے — پتلی کو نگاہ سے جلاوے

عقدہ کرے حل ذہن جو کھولے — زندہ کرے موت کو جو بولے

گھر اوسکا تھا دامن جبل مین — وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین

بادل کی طرح اوڑی ہوائی — پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی

آئینہ تھا قلب صاحب فن — اندھیر کا حال سب تھا روشن

منہ کھلتے ہی در کھلا سخی کا — کھویا باتون سے درد جی کا

دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد — ہوا آتش سحر مثل گل سرد

یون لے کے روان ہوئی وہ بیتاب — جسطرح روان ہو کوہ سے آب

غم لے گئی تھی عیش لائی — غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

اختر نے وہ لوح پا کے لی راہ
جڑ سحر کی کاٹی صورتِ کاہ

قفلِ بابِ طلسم توڑا
دوزخ کو ارم بنا کے چھوڑا

دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ
گلزارِ خلیل ہو گئی آگ

ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری
فی النار تھا ایک پل مین ناری

نکلی جو برنگِ کہکشان راہ
زہرہ نکل آئی صورتِ ماہ

رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی
رک رک کے کمر سنبھالتی تھی

سسکی لب پر شکن جبین پر
آنچل منھ پر نظر زمین پر

گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام
احسان کا بوجھ شرم کا نام

پوشیدہ غبار سے تھی صورت
جیسے خاطر ہو پر کدورت

دکھلاتے تھے بال اوسکے اڑ کر
اڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر

بو اپنے چمن مین پھر کے آئی
روح اپنے بدن مین پھر کے آئی

مہمانون کو لائی پتلیون پر
دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر

ہمچشم سے ملے جو تکتے تھے راہ
آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق و معشوق کا وصال یعنے زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساقی آ میکدے کا در کھول
خم صلوٰت بہ چشمِ فتنہ گر کھول

مے پینے کو رند آ ڈٹے پھر
چلو چلو ابھی بٹے پھر

جب بیچ مین لیتے آئی زہرہ
تھا اوپری راگ لائی زہرہ

دھو دھا کے جو صاف کرلیا تن
چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن

سائے سے بدن کے دھوپ پھیلی ‏ رخ صاف تھا آرسی تھی میلی
جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی پٹی ‏ ناگن صحن چمن مین لوٹی
رنگین کیے دونون لب مسی سے ‏ روئی کالی گھٹا اسی سے
شاخ گل سی وہ تن کے پھولی ‏ بالی پتے پہن کے پھولی
کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح ‏ عاشق کا دل آبلون مین جسطرح
ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لونگ ‏ تھی ناک سنگار کی وہی لونگ
قد مین زیور کچھ اسقدر تھا ‏ گھنگچی کا پھلا ہوا شجر تھا
دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال ‏ مینا تو زمردین تھا مے لال
ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی ‏ اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی
بولا کوئی پر غرور کیون ہو ‏ بولی کوئی ناصبور کیون ہو
بولا جو کسی کا دل ہو بے چین ‏ بولی تو وہ ضبط کرکے لے چین
بولا جو نہ ضبط کر سکے وہ ‏ بولی۔ تو مرے جو مر سکے وہ
بولا تو ہو خون یون کسی کا ‏ بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا
بولا یہ ستم ترس کے بدلے ‏ بولی یہ کہو۔ ہوس کے بدلے
بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز ‏ یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز
دنیا مین نہ ہو جو عشق کی ذات ‏ پوچھے پھر کون حسن کی بات
اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے ‏ کسکی رہی اور کسکی رہجائے
بولی کہ چلے چلو ہوا ہو ‏ مینے تو نہین کہا کہ چاہو
اتراتی ہون ناز کرتی ہون مین ‏ ہان ہان بنتی سنورتی ہون مین

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے — یہ تو مرے حسن کی پھبن ہے
گھونگھر بالون مین ہین تو ہین پھر — پھندے جالون مین ہین تو ہین پھر
ہان پھول ہین گال پھر تمھین کیا — ہان ہونٹھ ہین لال پھر تمھین کیا
ہو دانت تمھین دکھاتی ہو تمھین — کہنا نہ کہ منھ چڑھاتی ہو تمھین
چوٹی جو دکھاؤن مین تو کیا ہو — شبہ تمھین بیس ناگ کا ہو
لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم — چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم
ہین ناز نہ کم کرون گی ہان ہان — گھنگھرو چھم چھم کرون گی ہان ہان
میری منھدی کی لاگ دیکھو — ہاتھون مین لیے ہون آگ دیکھو
آنکھین تو ہین سامنے تمھارے — دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
تم دیکھتے ہو ادائیں جتنی — پلو مین بندھی ہین ایسی کتنی
لالچ کی نظر نہ ڈالو دیکھو — کچھ اور نہ دیکھو بھالو۔ دیکھو
کیا کہتے ہو کچھ سنون تو مین بھی — قابل سننے کے باتین ہین بھی
آواز جو دھیمی اس قدر ہے — شاید مرے سرمے کا اثر ہے
کیون آنکھون مین آرہا ہے پانی — یہ تو ہے مرض کی اک نشانی
آنسو ہین یہ۔ ہان سبب مین سمجھی — بچپن پلٹ آیا اب مین سمجھی
یون ہی ترس آیا۔ یہ نہ مانون — کیا تم کو مین دل کا نیک جانون
تم لاکھ چھپاؤ کھاکے قسمین — پوشیدہ غرض تھی اس ترس مین
احسان کے بدلے تمکو کیا دون — ہان قید مین ہو تو مین چھڑا دون
کیا تم مرتے ہو سچ بتاؤ — کیونکر مرتے ہو مرتے جاؤ

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے
میرے دل کی لگی بجھاوے

پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن
چاہون جو ناچ وہ نچاؤن

چھپی جو سپتے کی اوسنے پائی
منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی

جل بھن گئی تاؤ کھاکے بولی
مجھ کو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی

مجھ سے رہو دور دور ہی تم
ہو بد نظرے ضرور ہی تم

اس چاہ کا مین مزہ چکھاؤن
زہرہ ہون تمھین کنوین جھنکاؤن

منھ مین جو آیا بک کے چلدی
بجلی کیطرح چمک کے چلدی

گذرے کچھ دن جو رہتے رہتے
چھیڑ الوگون نے کہتے کہتے

شہزادے نے ہنس کے عقد کھولا
اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا

زہرہ اختر تھے دونون راضی
عقد اون کا کیا بلاکے قاضی

زینت کا کیا جو شب نے سامان
تارون سے چنی جبین پہ افشان

مہتاب کی آرسی عیان کی
اور مانگ دکھائی کہکشان کی

دل کھول کے ملنے کو سدھارے
اک برج شرف کو دو ستارے

اختر نے حجاب کی نظر سے
در بند کیے ہوا کے ڈر سے

منظور اوسے خود تھی پردہ داری
منھ پھیر کے آرسی اوتاری

کہنے لگی حیا یہ ظلم ہے سخت
آتی جاتی ہے سانس کمبخت

کاہے کو سنے کسی کی کوئی
کیا جانے پرائے جی کی کوئی

یادِ عالم کا پردیس سے گھبرانا۔ زہرہ کو

سفر کے رستے پر لانا۔ وطن مین آکر اپنون سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جھلا نہ ساقی
گرکشتی سے روانہ ساقی

مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین
منہ جام کا چوم لین تو چلدین

شہزادے کو لو لگی وطن کی
طائر کو ہوا ہوئی چمن کی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار
آنکھون مین وہ سرزمین ہوئی خار

سوچا کہ نکلیئے نام کی طرح
موج آئی کہ چلیئے جام کی طرح

پردیس مین انتشار کبتک
بالائے ہوا غبار کبتک

کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا
کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا

روشن ہو کہان چراغ کس کا
پھل دے کیسے نخل باغ کس کا

غربت کانٹا سی دل مین کھٹکی
جس دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی

زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے
حسرت کو کیا گواہ اوسنے

دانا تھی وہ سمجھی ٹالنا کیا
دم دھلے کا جال ڈالنا کیا

پیارون کی راہین کون روکے
عشاق کی آہین کون روکے

تھا کوئی عزیز اوس کا یوسف
سونپا اوسے ملک بے تکلف

لیکر زر و مال جو تھا درکار
راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھر بار

گھر کی صورت ہوئی نرالی
بے عقل دماغ جیسے خالی

شیشہ بے بادہ خلد بے حور
پہلو بے یار دیدہ بے نور

دیوارین سکوت مین کھڑی تھین
شمعین یکسر جلی پڑی تھین

تیر سے تھے نکلے بسکہ اشک ناطاق　　ابروئے تنِ مردہ کے تھے یا طاق

برہم زدہ ساری انجمن تھی　　پیشانیِ فرش پُر شکن تھی

ہمچشمے کے ہجر کا قلق تھا　　آئینے کے منھ کا رنگ فق تھا

رنگت بدلی چمن کی غم سے　　پھل گر پڑے مثلِ بارِ دہم سے

گل تھے داغی ثمر تھے داغی　　سارے برگِ شجر تھے داغی

غم سے ہوئین آب دیدہ نہرین　　بیچینی سے تلملائین لہرین

زہرہ گریان تھی غم کے مارے　　آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تارے

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام　　تھا صورتِ نبض چلنے سے کام

دکھلاتا تھا عالمِ روانی　　پانی بہ ہوا زمین پہ پانی

مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے　　چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے

وہ آگے رواں ہوں تیر گر جائے　　خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے

پھولے وطن وطن مین پہونچے　　مرغانِ چمن چمن مین پہونچے

غل ہو گیا ماہِ عالم آیا　　پھر کر تنِ مردہ مین دم آیا

کہتے سنتے ہنسی ہنسی مین　　لو پھیل گئی گلی گلی مین

جو رجعتِ مہر کے تھے منکر　　کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر

مشتاقِ جمال شہر بھر تھا　　چشمِ عاشق ہر ایک در تھا

نکلے ملنے سب اوس نگر سے　　مانند دعا دہانِ در سے

پتلی مین لیا نظر نظر نے　　دل نذر کیا بشر بشر نے

سلطان نے سنا تو دل ہوا شاد　　بولی امید خانہ آباد

بیچین ہوائے آرزو مین
ٹپا سا اوڑا وہ گل کی بو مین

یکجا ہوئے طالب اور مطلوب
باہم سے ملے یوسف اور یعقوب

جو چہرہ کہ تھا چراغ کا گل
اب کھل گے ہوا وہ باغ کا گل

مجرے کو جھکے امیر بڑھکر
بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر

کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت
خلعت بخشے لٹائی دولت

کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن
صدقے اوس دن پہ عید کا دن

قدمون سے لگا تھا عیشِ جاوید
ہر نقش تھا سر نوشتِ جمشید

بے اوسکے محل تھا چشمِ بے نور
روشن کیا اوسنے چشمِ بد دور

مان کے پانون پر گرکے پامرد
لپٹا قدمون سے صورتِ گرد

حورین تو تھین تین ایک تھا مرد
ربعِ مسکون مین چارون تھے فرد

اختر زہرہ کو گھر مین لایا
تارا تھی تو برج اوسنے پایا

مل جل کے وہ یون رہے وطن مین
دندان جیسے رہین دہن مین

خاتمہ

نیرنگِ سخن دکھا چکا تو
سر سجدے کو لے قلم جھکا تو

اللہ کا شکر آج ادا کر
ماتھا رگڑا اور یہ التجا کر

مقبول ہو یہ فسانۂ شوق
ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق

ا[illegible]خین نکلین نہ اس بیان مین
پھولے پھلے گلشن جہان مین

رکھین رکھنے کو طعنہ زن حرف
لیکن رکھین نہ اہلِ فن حرف

نکلے یہ زبان اہل فن سے — لعل اُگلے ہیں شوق نے دہن سے
رنگ اس سے نہ جم سکے کسی کا — شنجرف کا رنگ ٹھہرے پھیکا
یہ رنگ شفق جو دیکھ پائے — شب کی چادر میں منھ چھپائے
روئے مئے سرخ کا پیالہ — داغی ہو حسد سے قلب لالہ
گل زرد ہو پتی پتی جھڑ جائے — پان خوردہ حسین کا منھ بگڑ جائے
روشن ہو یہ خوبی معانی — قصہ یوسف کا ہو کہانی
صفحوں کی چمک دکھائے یہ روپ — سائے کے لباس میں چھپے دھوپ
محجوب ہو چاند منھ چھپائے — بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
ہو لفظ میں حسن معنی خوب — جیسے گھونگھٹ میں روئے محبوب
آنکھوں میں رہے یہ نور بنکر — جا دل میں کرے سرور بنکر
عاشق اپنا خیال سمجھے — معشوق اپنا جمال سمجھے
ارباب سخن کریں مری قدر — چمکا کے بنائیں ذرے کو بدر
میں ملک سخن میں کچھ نہیں ہوں — ہاں کشت سخن کا خوشہ چیں ہوں

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیض اسیر مرحوم

قطعات تاریخ ترانہ شوق

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ اوستاد نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

مثنوی کیا ہے کارنامہ ہے	شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
دل مین چبھتی ہین شوخیان اسکی	حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے	چمن نظم مین گل تر ہے
در شہوار ہے ہر اک مصرع	بیت بیت اسکی سلک گوہر ہے
ہے ہر اک صفحہ عارض محبوب	سطر یا گیسوِ معنبر ہے
شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ	ند شش آئینۂ سکندر ہے
حسن معنی عیان ہے لفظون سے	یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا	کہ عروس سخن کا زیور ہے

۱۳۰۵ھ

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ آسیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے	ہے یہی وجہ یاد حسن و عشق
شوق مین سال طبع لکھ افضل	دفتر راز دیاد حسن و عشق

۱۳۰۵ھ

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ ا مٹھی شاگرد جناب قدر مرحوم بلگرامی

جبذا احمد علی شوق انکہ ہست	راے اور وشن ترا زروے صبیح

بکمال و فضل او این مثنوی | بے مثل ناطق و لیلے بس صریح
در جہان گشتہ سخن را زندہ کرد | از دم جان بخش مانند مسیح
بر ز ذوق و شوق آمد حرف شوق | شوق را بخشید حق ذوق صحیح
در سواد ہند نقش افگند | شور شیرین کاری حسن ملیح
بسکہ جوشد معنی رنگین ازو | خامہ اش ماند بہ حلقوم ذبیح
مصرع تاریخ طبع افسر نوشت | مثنوی شوق دلچسپ و فصیح

۱۳۰۰

افسر۔ جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

برادر خورد مصنف

قبلۂ من شوق سخنور ز شوق | مثنوی تازہ و رنگین بگفت
از سر بجوشش آمد و تاریخ او | نوگل گلزار مضامین بگفت

۱۳۰۰

انجام۔ جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی | ہے یہ شوق نامور کی یادگار
انجام لکھ مصرع تاریخ سال | جام دانش انتخاب روزگار

۱۸۸۲ع

بقا۔ جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم | واہ کیا تازگی و جدت ہے
جابجا دور دور قرین شہر بہ شہر | دھوم ہے تذکرہ ہے شہرت ہے
راستی میں بھی ہر اک مصرع تر | ایک معشوق سہی قامت ہے
دی ندا ہاتف غیبی نے مجھے | کس لیے فکر سن ہجرت ہے
اے بقا شوق سے یہ کہیے آپ | مثنوی آئینۂ حیرت ہے

۱۳۰۰ھ

بسمل جناب منشی محمد واجد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق | ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہین جو عشق کے مضامین | ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہوجاتے ہین مست اسکو پڑھکر | گویا ہے مئے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن | تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل | افسانۂ دردو داغ عشاق

تمنا۔ شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے | بے شبہہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھ اسکی اے تمنا | دامان امید دفتر عشق ۱۳۰۵

حکیم جناب حکمت الدولہ بہادر الملک منشی سید غضنفر علیخانصاحب بہادر صولتجنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق | ہر مفصل ہے نثار مہمل
عقل اول کے لیے کا غذ پر | نقطے ہین عقدۂ مالاینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہے فدا | رنگ پر دل سے ہے قربان غزل
بہر ایذاے عدو ہے مصرع | صورت نشتر زنبور عسل
چشم احباب کو دیتا ہے وہ نور | میل سرمہ ہو نہ کیون ضرب مثل
ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم | اول اول ہوے ہین مستعمل
شعر غنائی یہ دیے ہین نقطے | حرف منقوط ہے ریت مہمل
نبات بیرا وسکی ہے قربان نبات | نوشدارو ہے ثنا حنظل

اگر د نقطون کے دوائر یون ہین — پاؤن ہین جیسے دولھن کے چھاگل
ناتمہ اوس پہ تناسب کا ہے — شہد آخر ہے تو ملح ادل
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم — کب زمین شعر کی ہے بے بادل
پلے تاریخ مین ہے جاے حنا — رنگ خون جگر حسن ازل ۱۳۰۵ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر
ضلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہی یہ نظم دلفریب — سب شاعری کے رنگ ہین اس مین ملے ہوے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر — گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے ۱۸۸۷ء

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خانصاحب تعلقدار جلال پور
رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد — احسنت بگفت روح سائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ — گفتہ کہ عجائب و غرائب ۱۳۰۵ھ

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب منیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی مدح مین قاصر زبان ہی — محنت جناب شوق نے کی لوٹ لوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ پئے سال اے ظہور — حق یہ ہی بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹ کے ۱۳۰۵ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنؤ
شاگرد جناب حکیم

طبع شد مثنوی نادر دہر — یادگار زمان ترانۂ شوق
نظم روشن کلام ماہ مبین — نیر آسمان ترانۂ شوق

نور افشان مدام این تصنیف ۔ جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
اہل عالم ہمہ مسرت سنج ۔ دل کند شادمان ترانۂ شوق
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل ۔ صبح عید جہان ترانۂ شوق

عیش۔ جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی ۱۳۰۵ھ

زہے احمد علی شوق سخنور ۔ وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ ۔ فصاحت مین وہ سب سے لے گئے فوق
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہی ۔ کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
لکھو بے روے زحمت طبع کا سال ۔ خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف۔ جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنوی) ۱۳۰۵ھ

شاہد این مثنوی بے عدیل ۔ ہست رنگین چہرہ مانند خیال
بہر نظم شوق سال انطباع ۔ گفت عارف خوبصورت بے مثال

قمر۔ جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر) ۱۸۸۷ع

خوب ہی رنگین ہی گل نظم شوق ۔ سارے گلون کا ہی یہ سرتاج گل
مصرع تاریخ یہ کہیے قمر ۔ باغ معانی کا کھلا آج گل

محسن۔ جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ (صبح تجلی۔ سراپاے رسول اکرم وقصائد نعتیہ وغیرہ) ۱۳۰۵ھ

اس قدر شوخ مثنوی محسن ۔ نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے

روبرو اس زبان اُردو کے — فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر — فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال انکی — فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون — سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے — ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتفِ غیب بھی یہ کہتا ہے — بارک اللہ عجیب شوخی ہے

۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق — افسون نے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین — نیرنگ معنی شگفتہ

۱۳۰[illegible]ھ

ایضاً

می سزد بہر شاہ این نگارین مثنوی — آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ بگویم عندلیبانش بہار بیخزان — گفتمش کہ بود خزان نے بگلزار نسیم

۱۳۰[illegible]ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق — چاشنی این سخن ذوق ذوق
ہاتفِ غیب از پئے تاریخ سال — گفت ز حسن چمن ذوق یا شوق

نتیجۂ طبع سید محمد واحد حسین صاحب تعلقدار رسولی شاگرد جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی — کہتے ہیں سب شاعر اسکو باغ شوق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع — ہے عجائب یہ بہار شاخ عشق

۱۳۰۵ھ

معصوم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنؤی)

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی — جسکا دل طالب ہو وہ مطلوب ہے
کیوں ہو سال طبع میں معصوم فکر — لکھدے اب یہ مثنوی مرغوب ہے

۱۸۸۷ء

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا — ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کیا معصوم نے یہ سال طبع — ثمرۂ جان ہے یا ترانۂ شوق

نعیم ـ جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب شاگرد جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر)

رنگین نظم شوق سخنور — رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو — اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام و صلت — اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا — دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی — کیا ہی لعل تاج سخن ہے

وزیر ـ جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

لکھی ہے عجب مثنوی شوق نے — بلا شبہہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جب دم وزیر — یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے

وفاق ـ جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق — کہ ہیں غلمان لفظ و حور معنی

یہ ہے آئینہ صفائے بندش بیت	عیاں ہے چہرۂ پر نورِ معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی	گلستانِ مضامین طور معنی ۱۸۸۷ء

یوسف۔ جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہے بے نظیر	اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو	ہے وفاق ایسا کہ قربان ہے نفاق
کلکِ یوسف نے لکھی تاریخ طبع	جلوہ آرا حالِ دردِ اشتیاق ۱۳۰۵ھ

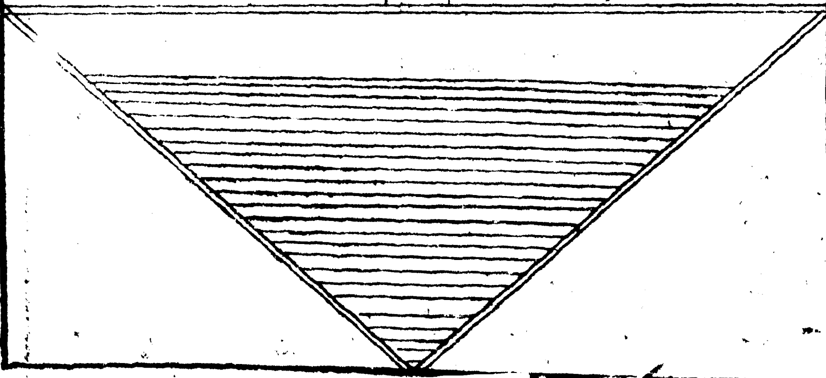
حسان۔ جناب منشی محمد مہر علیصاحب بھٹولوی۔ شاگرد جناب

(قدر بلگرامی مرحوم)

زبس رنگ این مثنوی فصیح	بدام فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد	رقم زد قلم نسخۂ بے نظیر ۱۸۸۷ء

فیروز۔ جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا	سراپا کہانی ہے دردِ جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب	کہی مثنوی شوق والا گہر کی ۱۳۰۵ھ



غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	نعلین	لعلین	۵۸	۱۷	ٹثی	ٹٹی
//	۱۶	ٹو	ٹوٗ	۵۸	۱۸	قت	رقت
۱۳	۱۱	حیاہین	حیاہین	۶۱	۱۸	کی	گی
۱۵	۱	پھرین	بھرین	۶۲	۱	یہ	پہ
//	۴	آبرو	ابرو	۶۲	۱۴	ٹوڑنے	توڑے
۱۷	۷	لوسوقت	اوسوقت	۶۴	۱۳	سطھر	سطر
۳۱	۹	گر	کر	۷۷	۱۸	پر	دیر
۳۴	۱۸	لوٹھا	اوٹھا	۷۹	۱۱	ہے	سہے
۳۸	۱۸	پیچیدہ	بیچیدہ	//	۱۷	بپاڑ	پہاڑ
۳۹	۱۹	ٹوٹے	ٹوٹی	۸۰	۱	آیا	آؤ
۳۷	۹	کھٹکے	گھٹکے	۸۰	۱۸	نسخیر	تسخیر
//	۱۰	ٹیکے	ٹیلے	۸۲	۱۹	انسان سی جو	انسان جو
۴۰	۴	صاف	پاک	۸۳	۱۸	گھرکے	گھرسے
//	۱۷	آلی	آئے	۸۴	۱۱	غیریہ	غیرپہ
۵۰	۱۸	در	ڈر	۸۶	۷	لون	اون
۵۱	۳	کردون	گردون	۹۷	۱۴	جس	جعل
۵۲	۱۷	ہوایار	ہوپار	۹۸	۱۱	بتاؤ	بناؤ